یہ رسالہ ہر انگریزی مہینے کی ۲۰ تاریخ کو قادیان ضلع گورداسپور سے شایع ہوتا ہے

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینہون عن المنکر

سنہ ۱۹۱۳

بابت ماہ نومبر

جلد ۸

تشحیذ الاذہان

ایڈیٹر صاحبزادہ میرزا

فہرست مضامین

قیمت سالانہ

باہتمام مینجر اسلامیہ سٹیم پریس لاہور میں چھپکر چوہدری عبد السلام کے حکم سے مینیجر تشحیذ نے قادیان سے شائع کیا

بقایا داران تشحیذ توجہ فرمائیں

جن احباب نے سنہ ۱۲ء اور سنہ ۱۳ء کا چندہ تاحال ادا نہیں کیا اور اکتوبر کے وی پی جو تیسری بار کئے گئے تھے واپس کر دئے ہیں وہ مہربانی فرما کر اپنے طرز عمل پر نظر ثانی فرمائیں۔ اور بہتر ہے کہ ایسے اصحاب ہمیں اپنے عندیہ سے اطلاع دیکر کارخانہ کو نقصان نہ پہنچائیں اور میں خوش معاملہ خریداران تشحیذ پر امید قوی رکھتا ہوں۔ کہ وہ ایسے اصحاب کی کمی کو پورا کر دینگے۔ مضامین کی پسندیدگی اور ضرورت کا تو یہ حال ہے کہ ہر رسالہ کے ساتھ کئی تعریفی خطوط پہنچ جاتے ہیں مگر عملی طور پر یہ حال ہے کہ چندہ سالانہ ادا کرنے میں تامل ہے آخر رسالہ کا خرچ رسالے کے خریداروں ہی سے وصول کرنا ہے۔ اگر خریداروں کا بقایا دینے میں یہ طرز ہوگا۔ تو اس کا اثر رسالہ پر پڑیگا۔ جو مفید مضامین تشحیذ نے شایع کئے ہیں مثلاً جون کا ۸۰ صفحے کا رسالہ جس میں سلسلہ احمدیہ پر حال کے کل اعتراضات کا مفصل و مدلل جواب ہے۔ اور ایسا جواب ہے کہ سلسلہ کی کتب میں اس سے پہلے موجود نہ تھا۔ ستمبر کا رسالہ جس میں تمام قرآن مجید کی مشکل آیات پر حواشی ہیں یہ دونوں رسالے خریداران کو مفت دئے گئے ہیں۔ اگر علیحدہ کتابی صورت میں شایع ہوتے تو انکی قیمت ایک روپے سے کم نہ ہوتی۔ اور کارخانہ تشحیذ بھی کافی نفع اٹھاتا۔ باوجود اسکے احباب کی قدر دانی کا یہ حال ہو کہ جتنے خریدار پچھلے سال تھے اتنے ہی اس سال بلکہ اس سے کم تو افسوس کی بات ہے کیا میں امید رکھ سکتا ہوں۔ کہ ہر ایک خریدار کم از کم ایک خریدار مہیا کرنیکی کوشش کریگا۔ اللہ تعالے آپکو توفیق بخشے

ایک کتاب میں نے ایک کتاب تین سو صفحے کی لکھی تھی جس میں احمدیوں کے عقاید اللہ ملائکہ کتب رسل تقدیر یوم الآخرۃ پر مدلل بہ آیات و حدیث مذکور ہیں صرف **کی اشاعت** خرچ نہ ہونیکی وجہ سے ابتک چھپ نہیں سکی اگر تین سو احباب ایک ایک جلد یا چند احباب کم از کم دو سو جلد خریدنے کا پختہ وعدہ فرمائیں تو بہت جلد انشاء اللہ چھپ سکتی ہے۔

خط و کتابت بنام **اکمل قادیان** ہو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

رسالہ

تشحیذ الاذہان

بابت ماہ نومبر ۱۹۱۳ء

خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم

"پچھلے سال کے اس ماہ نومبر میں "وہ نبی" پر ایک مضمون چھپا تھا جو بہت ہی مقبول ہوا۔ اور اسے بعض دوستوں نے کتابی صورت میں شائع کیا۔ اب یہ اس مضمون کا دوسرا حصہ ہے جس میں حضرت نبی کریم صلعم کی شان کو دکھایا گیا ہے۔ اور آپ کے خاتم النبیین ہونیکا ثبوت دیا گیا ہے۔ سید ولی اللہ شاہ صاحب اس مضمون کو مکمل نہیں کر سکے اسلئے اسکی دوسری قسط کا انتظار ہے لیکن جو کچھ بھی ہے قابل قدر ہے"

مسلمان دنیا کے سامنے کبھی شرمندہ نہیں۔ اسکا مذہب اسکے لئے باعث فخر ہے۔ اور اسکا ہادی اسکے لئے مایۂ ناز ہے جس قدر فخر وہ کرے اسے شایان ہے بجا ہے درست ہی بیشک دنیا کے علوم و فنون جس قدر چاہیں ترقی کریں تجربہ اور مشاہدہ جس قدر چاہیں اپنے دامن وسیع کریں۔ تہذیب و تمدن نئے نئے رنگ بدلیں اور گذشتہ تاریخوں کے ورق بھی خوب غور و خوض سے الٹے جائیں ہمارے آقا و رہنما پر جو آپ کے دشمن اعتراض کرتے ہیں۔ وہ بھی اعتراض نہیں۔ بلکہ وہ ایک اعلیٰ صداقت کا کامل نمونہ ثابت ہونگے۔ زمانہ زبردست ہاتھ سے ایک نہ

ایک وقت ضرور اسے منوا کر رہیگا۔ بیشک ان الفاظ کو کسی محفوظ گوشۂ دل میں اچھی طرح نوٹ کر لو۔ فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُوْنَ۔ یہ عالم الغیب خدا کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ ہیں۔ اور انہی

کسی نبی کی تاریخ محفوظ نہیں؟

الفاظ کی صداقت کو ثابت کرنے کے لئے تو زمانہ نے اس مبارک وجود کی گفتار کا ایک ایک نقطہ اور اسکے افعال کا ایک ایک شوشہ بھی حیطہ قلم سے کہیں ضائع نہیں ہونے دیا۔ ہاں اسلئے کہ تا آئیندہ آنیوالی نسلیں علم کے روشن چراغ کے سامنے عقل و فطرت کی کسوٹی سے خوب دیکھ لیں۔ جانچ لیں سمجھ لیں کہ یہی وہی اور صرف وہی ہادیٔ ممتاز انسانی کمال کا کامل اور بےمثیل نمونہ ہے۔ کسی بادشاہ کے حالات کسی نے کیا قلمبند کرتے ہیں۔ ہمارے سردار محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے سوانح کو دیکھو۔ کہ تمام خانہ داری اور ملک داری کے اندرونی اور بیرونی معاملات بغیر کسی قسم کے استثنا کے اپنوں اور بیگانوں دوستوں اور دشمنوں ہمسایوں اور اجنبیوں بیبیوں اور بچوں سے تعلقات بغیر کمی بیشی اور خود مبارک وجود کے اپنے ذرہ ذرہ واقعات (حتیٰ کہ پیشاب پاخانہ کے متعلق بھی) ابےلم و کاست سب کے سب محفوظ اور تمام دیکھنے اور سننے والی دنیا کے سامنے موجود ہاں ایسی طرح موجود ہیں جسطرح آپ کے دشمنوں کے نکتہ چین و نکتہ بین نظروں کے سامنے تھے۔ اسلئے کہ انکو اسبات کے دیکھنے کا اچھی طرح موقعہ ملے۔ کہ وہ داعی الی الخیر کن خوبیوں کا انسان ہے اسلئے کہ دنیا کو معلوم ہو کہ وہی صرف تمام اخلاق فاضلہ انسانی کا جامع اور کامل نمونہ ہے۔ ورنہ کسی آدمزاد کو یہ حوصلہ ہے۔ کہ وہ اپنوں اور غیروں دونوں کو بے روک ٹوک تمام آزادی سے اپنی زندگی پر یوں نظر کرنیکی اجازت دے۔ کیا اسکی نظیر کسی اور وجود میں بھی مل سکتی ہے۔ تم بیشک تاریخوں کی ورق گردانی کرتے رہو اور چھان بین کے دائرے کو دنیا کے ایک سرے سے دوسرے تک وسیع کر لو۔ ساری کوشش کا آخر کار یہی نتیجہ ہوگا کہ وہ کون تھے۔ خدا تھے یا انسان کہاں ہوئے کہاں گئے کیوں؟ انکی زندگی کے حالات محفوظ نہیں ہیں۔ انسانی دستبرد سے مامون نہیں ہے۔ یہ زمانہ کی ایک زبردست شہادت ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کامل نمونہ ہی اس

قابل ہو کر دنیا کے سامنے ہمیشہ کے لئے باقی رہے۔ لہ معقبٰت من بین یدیہ ٭ و اما ما ینفع الناس الخ

انبیاء کا سب سے اعلیٰ اور اولیٰ فرض منصبی

کون نہیں جانتا۔ کہ انبیاء کا سب سے اعلیٰ اور اولیٰ فرض منصبی لا الٰہ الا اللّٰہ کا وعظ اور الٰہی محبت و عظمت کا اپنی قوم کو منوانا اور یہی سکھانا ہی جسکے ادا کرنے میں انہوں نے بڑی جان توڑ کر کوششیں کیں سخت سے سخت تکلیفیں سہیں۔ اور خطرناک سے خطرناک مصیبتیں جھیلیں مگر افسوس قوم نے انکی جیسی چاہیئے قدر نہ کی جاء تہم رسلہم بالبینٰت بہت تھوڑے نکلے جنھوں نے امنا و صدقنا کہا۔ اور ان میں سے بھی وہ کہ جنکا ایمان بیابان میں فاذھب انت وربك فقاتلا انا ھٰھُنا قاعدون اور کاٹھ کی لکڑی پر آزمایا گیا۔ مگر دیکھو کہ ایک

قوم عرب کی جہالت اور ظلمت

یتیم کس مپرس بے یار و آشنا اپنی قوم کی اصلاح کے لئے ہمت کی کمر باندھتا ہے۔ ہاں اس بت پرست مشرک قوم کی بہتری کے لئے جو قسما قسم کے توہمات اور قابل نفرت رسومات میں گرفتار مادہ پرستی کواکب پرستی میں کیا مرد کیا زن کیا بچے اور کیا بوڑھے سب کے سب پتھر کے بنے دیوتاؤں اور دیویوں کے سامنے ننگے بدن عجیب ہیئت اور شکل میں ہاتھ باندھے منہ بناتے ہندو کی طرح چیختے چلاتے ناچتے نچاتے گاتے بجاتے تھے جہالت بھی عجیب بلا ہے۔ جو عجوبہ نظر آیا۔ اسی کو خدا سمجھ لیا جو کرشمہ دیکھا۔ اُسی کو پوجنا شروع کیا اپنے اس ہٹ دھرم آزاد قوم کے لئے جو خود پسندی خود پرستی کینہ توزی میں شہرہ آفاق تھی جنکی لڑائیوں کا نہ کوئی سبب ہوتا۔ اور نہ ہی کوئی انتہا۔ ذرا سی بات پر جو اڑ بیٹھے تو سارے ملک میں ایک آفت برپا کر دیتے جن میں شراب کی کثرت زنا کی کثرت۔ جوئے کی کثرت سود کی کثرت مار دھاڑ لوٹ گھسوٹ کی کثرت۔ بیبیوں پر ظلم ہے لڑکیوں پر ظلم ہے۔ بیواؤں پر ظلم ہے۔ یتیموں پر ظلم ہے غلاموں اور لونڈیوں پر ظلم ہے۔ بے زبان اور حیوانوں پر ظلم ہے۔ جس طرف دیکھو ظلم ہی ظلم ہے نہ انہیں علم سے کام نہ کچھ حکمت سے واسطہ نہ تو اعتقادات پاک ہیں

اور نہ اخلاق اچھے ہیں۔ ان ھم الا کالانعام بل ھم اضل سبیلاً اور اسپر طرفہ یہ کہ زین لھم الشیطٰن ما کانوا یعملون اپنی کرتوتوں پر فخر ہے۔

آپکی ہمدردی

یہ وہ قوم تھی جس کی اصلاح کا سچا درد اور فکر آپ کے دل میں الٰہی تحریک سے پیدا ہوا۔ وہ درد کیا تھا۔ ایک سمندر کا اُبال اور جوش تھا۔ جو بجز اپنے ظرف کو خالی کر دینے کے کسی طرح بھی منہضم ہوتا ہوا نظر نہیں آتا تھا۔ جیسا کہ آپکی زندگی کے واقعات سے ظاہر ہے۔ آپ نے اپنی بے سروسامانی اور اپنے دشمن کی زبردست طاقتور خونخوار جمیّت کا ذرہ بھی خیال نہ کیا۔ اور اس سرکش اُجڈ قوم میں جو حکومت اور حکمت کا نام تک نہ جانتی تھی۔ لا الٰہ الا اللہ کا وعظ شروع کیا۔ وہ وعظ کیا تھا۔ انکے نزدیک گندی گالیوں سے بھی بدتر تھا۔ سارے کا سارا عرب غیظ و غضب کی آگ سے بھڑک اٹھا۔ مخالفت پر کمر باندھ لی کس لئے؟ ایک اکیلی جان توحید کی منادی کی ملامت کے لئے۔ بھلا اس بے غرض بے نفس گوشہ نشین کو جسکا مسکن ریگستان و بیابان تھا۔ اور جس کا

آپ کی بے نفسی

بسیرا پہاڑ کی غار تھا۔ بادشاہ بننے کا خیال کیا ہو سکتا تھا۔ اگر شہرت غرض ہوتی۔ تو پہلے بھی اس قسم کا کوئی نشان کوئی نمونہ موجود ہوتا۔ فقد لبثت فیکم عمرًا افلا تعقلون۔ چالیس برس تک تو امن اور خاموشی کی زندگی گزاری۔ اور اخیر وقت میں قوم کی بہتری کی سوجھی کیا عزت مقصود تھی؟ یہ اچھی عزت ہوئی۔ کہ پہلی عزت بھی ہاتھ سے گئی اس سے پہلے تو آپ قوم میں معزز تھے۔ محبوب تھے امین تھے۔ بچہ بچہ تو آپکی دیانت و امانت سے واقف تھا۔ جیسا کہ قوم نے ما جربنا علیك الکذب کہتے ہوئے اسکا اقرار کیا۔ اور قرآن کریم نے بھی اس طرف اشارہ کیا۔ فانھم لا یکذبونك ولکن الظلمین بایٰت اللّٰہ یجحدون۔ مگر اب تو وہی قوم آپکی جان کی پیاسی ہے۔ کیا خوبصورت عورت کی خواہش تھی۔ حاشا وکلا ۲۵ برس کا ایک نوجوان عرب۔ ۴۰ برس کی عمر رسیدہ بیوہ سے نکاح کرتا ہے۔ اور ۲۵ برس تک اسی کے ساتھ اپنی جوانی کی عمر گزارتا ہے کیا وہ اس قسم کے الزام سے متہم کیا جا سکتا ہے۔ حضور صلعم کو تو سارے عرب کی حسینہ عورتیں پیش کی گئیں مگر آپ نے ٹھکرا بھی

نہیں کیا دولت کی خواہش تھی۔ اگر اس قسم کی کوئی خواہش ہوتی۔ تو اسوقت آپکے لئے خوب موقعہ تھا جب قوم نے اکٹھے ہو کر دولت کو پیش سلطنت کو پیش کیا۔ اور ہر ایک قسم کا لالچ دیا۔

مگر آپنے ان سب سے منہ موڑ کر ایک ہی جواب دیا۔ کہ اگر تم سورج اور چاند کو بھی میرے دائیں اور بائیں اتار کر موجود کر دو تو بھی ممکن نہیں کہ طرفۃ العین کے لئے بھی اپنے پاک ارادے کو ترک کر دوں یاقوم لا اسئلکم علیہ اجراً یاقوم لا اسئلکم علیہ اجراً جو تو تمہاری اجرت کی ضرورت ہی نہیں آپ نے ایسے

آپکا عزم

عظیم الشان اور مستحکم عزم کے ساتھ اپنے فرض کو شروع کیا۔ کہ اگر وہ لوگ یہ سب کچھ بھی دیدیتے یا جیسا کہ قوم نے آپکو دھمکی دی۔ فی الواقعہ معبود حقیقی کی راہ میں بلر بار ذبح بھی کئے جاتے تو بھی ممکن نہ تھا کہ آپ کے عزم میں ذرا بھی فرق آتا۔ جیسا کہ آپکی زندگی کے واقعات سے ظاہر ہے کہ اپنے بیگانے

آپکی سخت مخالفت اور آپکے مشکلات

دوست و رشتہ دار خیر خواہ اور غمخوار کیا مکہ اور کیا مدینہ اور کیا عرب اور کیا عجم قریباً سب کے سب آپکی مخالفت پر اٹھ کھڑے ہوئے مشرک ہیں تو وہ آپکی تباہی کے درپے یہودی ہیں تو وہ آپکی بیخکنی کے فکرمند عیسائی ہیں۔ تو وہ آپکی ہلاکت کے خواہشمند۔ صابی ہیں تو وہ آپکی موت کے آرزومند غرض یہ کہ سارے کا سارا عرب و عجم ایک تن ایکجان ہو کر آپکی دشمنی پر تلا ہوا ہے۔ کبھی ایرانیوں سے خط و کتابت ہو رہی ہے۔ اور کبھی قیصر کے دربار میں منصوبے ہو رہے ہیں۔ منافق الگ فساد کی آگ بھڑکا رہے ہیں اور کاہن و رمال الگ فالیں نکال رہے ہیں۔ اور آپ ہیں کہ نہ انکی شرارتوں اور حیلوں سے واقف نہ انکے مکروں اور فریبوں سے خبردار کبھی واسطہ جو نہ پڑا۔ علم والے آپ کے دشمن حرفہ پیشہ آپکے دشمن کھیتی باڑی کرنیوالے آپکے دشمن۔ تاجر سوداگر آپکے دشمن اور دشمن بھی خونخوار جوانی کے نشے میں مست بہادر آپکے قتل کے ارادے کر رہے ہیں۔ شاعر نہایت فحش الفاظ میں آپکی توہین و ذلت کر رہے ہیں اور شہر کے بدمعاش اور گنڈے آپکی ایذا دہی کے درپے ہیں۔

غرض ساری خونخوار قومیں آپکے اردگرد اسلئے منڈلا رہی ہیں کہ حضور صلعم اور آپکے چند ساتھیوں کو دنیا سے نیست و نابود کیا جائے۔ ایسی حالت میں (ا نا جاہو کہ من

فوقکم ومن اسفل منکم واذ زاغت الابصار وبلغت القلوب الحناجر وتظنون
باللہ الظنونا ھنالک ابتلی المؤمنون وزلزلوا زلزالاً شدیداً واذ قالت طائفۃ
منھم یا اھل یثرب لا مقام لکم فارجعوا) جبکہ اپنے بیگانے سب مایوس ہیں

آپکا استقلال صبر

آپ ہیں کہ ذرا بھی مطابق حکم فاصبر کما صبر اولوالعزم
من الرسل آپ کے عزم اور ارادے میں کمزوری نہیں بلکہ اور بھی بلند پروازی ہے ہمت
و استقلال میں کمی نہیں۔ بلکہ اور بھی مضبوطی ہے۔ کسی اپنے بیگانے کا خوف نہیں بلکہ اور بھی لیری ہے

آپکا اطمینان

طبیعت میں پریشانی نہیں یاس نہیں بے صبری نہیں چڑچڑاہٹ نہیں
اللہ اللہ اسقدر خطرناک مصائب وخطرات کا سامنا ہے کہ جان کی بھی خیر نہیں۔ اور آپ کس کامل
یقین اور اطمینان سے فرما رہے ہیں کہ سیھزم الجمع ویولون الدبر یہ ساری ہی جمعیت جلد ہی
شکست کھا جاوے گی پیٹھ پھیر دیگی دشمنوں کی ناکامیابی کا ایک ایسے نازک حالت میں کامل یقین ہے

اپنے مقصد میں کامیابی

اور اس کامیابی کو آخر ایک عالم نے فی الواقع دیکھا کہ وہی عرب
جو بگڑتے تو کبھی سیدھے نہ ہوتے اکڑتے تو کبھی ٹیڑھے نہ ہوتے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے معجز نما ہاتھ سے کچھ ایسے درست ہوئے کہ لا الٰہ الا اللہ کا اقرار آخر کرنا ہی پڑا۔ آپ نے اپنی
قدسی تاثیر کے نیچے الٰہی توحید میں انکو ایسا رنگین کر دیا۔ انکی گندی فطرت کو وہ صیقل دیا کہ حقیقی
محبوب کا وہ چہرہ جو ہزاروں ہزار مجازی معبودوں کی گھمسان میں چھپا ہوا تھا۔ وہیں آخر نظر آنے
لگا۔ اب کیا ہے جو کام ہے اسی معبود لایزال کے نام سے ہے کھانے لگیں تو اسکی برکت چاہتے

کامل کامیابی کی شہادت

ہوئے پینے لگیں تو اسکی حمد کرتے ہوئے نہائیں تو اسی سے پاکیزگی
طلب کرتے ہوئے اور پہنیں تو اسی کی تحمید کرتے ہوئے بستر راحت پر
بیٹھیں تو اسی کے سپرد ہوتے ہوئے اور آنکھ کھولیں تو اسی کی تسبیح و تقدیس کرتے ہوئے
گھر سے باہر قدم رکھیں یا اندر آئیں کسی مجلس میں بیٹھیں یا بازار کو جائیں اسی سے خیر و برکت
فضل و مغفرت چاہیں۔ بلندی پر چڑھیں تو اسی کی بڑائی کرتے ہوئے اور نیچے اتریں تو اسی

کی تسبیح کرتے ہوئے۔ نکاح ہو شادی ہو غمی ہو موت ہو ہر حال میں اسی کی تقدیس اسی کی تحمید اسی کا شکر اور اسی کا ذکر سفر کو جائیں تو دعا سفر سے لوٹیں تو دعا قلت بارش کا خوف ہو تو دعا بجلی کی کڑک کا ڈر ہو تو دعا۔ بیوی کے پاس جائیں تو دعا پاخانے جائیں تو دعا غرض جو کام ہو دعا سے جو بات ہو اسی کے نام سے یذکرون اللّٰہ قیاما و قعودا و علیٰ جنوبہم الخ

دعا میلان فطرت کا مظہر ہے

بھلا انسان کی میلان فطرت کا مظہر دعا سے بڑھکر اور کیا ہو سکتا ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے عرب کے گنواروں کو نہ صرف مشرکانہ ظلمتوں سے باہر نکالکر توحید کا سبق ہی پڑھایا۔ بلکہ اپنے پاک نمونے کے ماتحت انکی فطرت کو الٰہی محبت کی اس پیاس سے حصہ دیا جو ہمیں حضور کی دعاؤں سے معلوم ہوتی ہے میں سچ کہتا ہوں کہ سرور کائنات صلعم کی اس الٰہی محبت کا (جو آپ کے رگ و ریشہ میں رچ کر روح رواں ہو گئی تھی) مظہر نہ صرف آپکی دعائیں آپکے اقوال اور افعال ہی ہیں بلکہ وہ عظیم الشان اثر بھی ہے جس نے عرب کے مشرکوں کو کچھ کا کچھ بنا دیا ہے یہ اصلاح ہو تو ایسی ہو توحید ہو تو ایسی ہو (قیدار کی زمین میں جاکر دیکھو اور خوب سوچو کہ ایسی بات کہیں ہوئی جیسی کہ یہ ہے کیا کسی نبی یا دوسرے کو ایسی مشکلات اور تکلیفات کا سامنا ہوا۔ اور اسنے اسقدر عظیم الشان مستحکم عزم استقلال ہمت اور صبر سے کام لیکر اپنے مقصد کو اپنی خواہش کے مطابق پورا کیا میں کسی کے اخلاق فاضلہ کیسے تسلیم کروں جب یہ معلوم ہی نہیں۔ کہ اُسے ان خلاق کے اظہار کا بھی مناسب موقعہ ملا میں بھیڑ بکری کے حلم کو کیسے اخلاق فاضلہ میں سے گن سکتا ہوں جبکہ غضب اور طاقت سے حصہ ہی نہیں۔ میں ایک اندھے کی پاکیزگی نظر کا کیسے اعتبار کروں جبکہ اُسے بینائی عطا ہی نہیں ہوئی۔ پھر کسی کی کامیابی کا کیسے یقین کروں جبکہ کوئی میرے سامنے اسکا نمونہ ہی موجود نہیں۔ بیشک دنیا میں بڑے بڑے ملکوں کے فاتحین گزرے ہیں۔ اور انکے ساتھیوں نے انکے ہمخیال ہم عقیدہ ہم مقصد ہوکر بڑی بڑی جانفشانیاں بھی کیں مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم نہ تو آپکی ہمخیال نہ ہم مقصد نہ ہم عقیدہ۔ آپ اگر

دن کھتے تو وہ رات غور کا مقام ہے کہ ادنیٰ اور معمولی سی رسم کو مٹانے میں ایسے ایسے مشکلات کا سامنا ہوتا ہے کہ انسان یاس سے ہمت کھو بیٹھتا ہے مگر وہاں تو انکے دین و دنیا کا ہی صفایا مقصود تھا۔ اسپر یہ کہ آپ کے پاس نہ دولت ہے نہ حکومت ہے اور نہ کوئی جمعیت ہے کہ جس پر کسی قسم کا اعتماد ہو سکے۔ صاحبو! ان حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے گزشتہ تاریخوں کو پڑھو۔ مذہبی یا دوسری کتب کا بھی مطالعہ کرو۔ موجودہ زمانہ میں بھی خوب غور سے دیکھو کہ آیا جس قوم کی اصلاح سے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم کو واسطہ پڑا۔ کسی اور کو بھی پڑا۔ جس اعلیٰ مقصد کو لیکر آنحضرتؐ نے اتنی مشکلات میں اپنا کام شروع کیا۔ اسکی نظیر کسی اور فرد بشر میں بھی ہے۔ جس اعلیٰ اخلاق کا اظہار سرور کائنات صلعم سے ان حالات کے ماتحت ہوا۔ کیا کسی اور سے بھی کبھی ہوا۔ جس پوری کامیابی کیساتھ آنحضور (صلی اللہ علیہ وسلّم) نے اپنے اعلیٰ مقصد کو اپنی زندگی میں ایک تھوڑے ہی عرصہ کے اندر ہی اندر اپنی آنکھوں سے پورا ہوتے دیکھا۔ کیا کسی اور کو بھی ایسی کامیابی نصیب ہوئی؟

(۳) آپ نے دنیا سے کوچ نہیں کیا جب تک کہ اپنی ساری قوم سارے عرب کو اپنی دلی آرزو اور دلی خواہش کے عین مطابق جہالت اور غفلت کا جامہ اُتارے ہوئے اور صلاحیت کی پاکیزہ چادر اوڑھے ہوئے نہ دیکھ لیا ہر ایک اصلاح اور بہتر تبدیلی جو آپ نے سرزمین عرب میں کی اپنے آپ میں عجیب ہے حیرت انگیز ہے بالکل بےنظیر ہے۔ وہ جنگجو خونخوار جھگڑالو ایک دوسرے کی جان کے دشمن خون کے پیاسے آیک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے حکم سے بھائی بھائی ہوئے گلے مل مل کر ایکدوسرے کو مناتے ہیں اور اپنے دلوں کے بخار نکالتے ہیں۔ واذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ کنتم اعداءً فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا وکنتم علیٰ شفا حفرۃٍ من النار اور ونزعنا مافی صدورھم من غل العجب ثم العجب وہ پرانی کئی برس کی دشمنیں اور بغض اور کینے جنھوں نے سارے عرب میں تھلکہ مچا رکھا تھا گھر گھر فتنہ و فساد برپا کر رکھا تھا جنکی وجہ سے قبیلے کے قبیلے کٹ کٹ کر ڈھیر ہو چکے تھے۔

نہ کہیں امن تھا نہ کہیں چین بچہ بچہ بگڑا ہوا تھا۔ بھائی بھائی لڑا ہوا تھا۔ سینکڑوں ہزاروں کی تعداد زن و مرد بچے بوڑھے تلوار کے گھاٹ اتر چکے تھے۔ ہاں ان عداوتوں اور کینوں کو ہزاروں بھری مجلس میں کھڑے ہو کر اس عظیم الشان مصلح کل انسان نے اپنے زبردست پاؤں کے نیچے یکدفعہ مسل دیا ہمیشہ کے لئے نیست و نابود کر دیا انکے غضب و غصہ اور کینہ توزی کو کچھ ایسے سرد پانی سے یخ کیا۔

(۲) کہ ظالم دشمن انکے سامنے انکے ننھے بلبلاتے معصوم بچوں کو قتل کرتے انکی عورتوں کی اندام نہانی کو نیزوں سے زخمی کرتے اور انکے بوڑھے باپوں کو ٹانگوں سے پکڑ دو اونٹوں سے باندھ بڑی بے رحمی اور سخت دلی سے چروا دیتے گرم دھوپ میں تپتی ریت میں لٹا اور گرم پتھر سینے پر رکھکر انہیں کوڑے مرواتے وہ بچارے وطن سے بیوطن ہوئے ماں باپ کو چھوڑا۔ بہن بھائیوں کو چھوڑا۔ دوستوں کو چھوڑا۔ رشتے بھی توڑے ناطے بھی توڑے اور بے عزت بھی ہوئے مال بھی گیا۔ دولت بھی گئی اور جان بھی خطرے میں پڑی و زلزلوا زلزالاً شدیداً۔ یہ سب کچھ ہوا مگر کسی طرح بھی ساتھ نہ چھوڑا۔ . . . . . . زبان سے کوئی حرف شکایت نہ نکالا اور اپنے آقا اور رہنما کے پاک نمونے کے ماتحت ایسے ثابت قدم رہے کہ احمق معترض اعتراض کرتا ہے کہ تلوار سے منوا دیے گئے۔ اسکے حسد اور تعصب کو تو دیکھو۔ اس چھوٹی سی جمعیت نے باوجود خواہش کرنے اور زور دینے کے اجازت نہ ملنے پر ۱۳ برس تک خاموش ہو کر صبر و استقلال سے مصیبتوں کے پہاڑ سہے اور یہ کہتا ہے کہ ڈرتے رہے اذن للذین یقاتلون بانهم ظلموا۔ وان الله علی نصرهم لقدیر۔ الذین اخرجوا من دیارهم بغیر حق الا ان یقولوا ربنا الله۔ جب وطن چھوڑ کر ملک چھوڑ کر بھی امن نصیب نہ ہوا۔ اور انہوں نے الہی اذن سے اپنے بچاؤ کے لئے تلواریں نکالیں۔ تو یہ کہتا ہے کہ تلوار سے منوائے گئے تلوار نہ اٹھاتے تو کیا اپنے آپکو یونہی ہلاک اور تباہ ہونے دیتے کیا مکہ اور مدینہ میں جنگ سے پہلے لوگ مسلمان نہ ہوئے فتح مکہ کے بعد کتنوں کو مسلمان کیا گیا۔ کہ جس سے اسلام یونہی متہم

کیا جاتا ہے اسلام تو خیر مذاہب اور انکے معبد خانوں کی محافظت کی تاکید کرتا ہی کیا عیسائیوں اور یہودیوں کو انکے مذہب پر نہ چھوڑا گیا؟ اور کیا ان سے اس بات کا عہد وپیمان نہ لیا گیا کہ ایک دوسرے کے مال کی جان کی عزت کی مذہب کی محافظت کرنی ہوگی۔ لڑائی کی گئی۔ تو ان سے جو عہد شکن اور ظالم تھے۔ جلاوطن کئے گئے تو وہ جو بدمعاش اور فتنہ پرداز تھے۔ نہ سب کے سب امن پسندوں کو تو امان دی گئی۔ اسلام دل سے ایمان چاہتا ہے۔ زبان سے جھوٹا اقرار کرنیوالوں کو منافق ٹھہراتا ہے۔ اسلام کسی بادشاہ کی تعدی کا ذمہ وار نہیں۔ اسلام کو قبول کرنیوالے اگر مفتوحین ہیں تو فاتحین بھی ہیں ترکوں نے مسلمانوں کو مفتوح کیا۔ اور آخر مسلمان ہوگئے مغلوں نے انکو مفتوح کیا۔ تو آخر مسلمان ہوئے یہ محض ایک بے بنیاد افترا ہے جو بعد میں حاسدوں نے گھڑا۔ بھلا...... سوچو تو سہی کہ اس چھوٹی سی جمعیت کی سارے عرب کی بیشمار جنگجو تعداد کے مقابل میں کیا حقیقت تھی۔ وہ بھی تو آخر عرب کی مٹی ہی سے تھے۔ انکا تو نہ کوئی قانون تھا۔ اور نہ کوئی آسمانی مصلح جو انکے ہاتھ کو ظلم سے روکتا۔ کیا مجبور کئے ہوئے ایسے ہی جان نثار جانفشان جانباز ہوا کرتے ہیں۔ وہ بھوکے مر گئے۔ پیاسے ہلاک ہوگئے۔ اپنے بدنوں کو ایک انسان کیخاطر چھلنی کروا دیا۔ اور اس طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیخاطر مر گئے۔ بھیڑوں بکریوں کی طرح ذبح کئے گئے مگر آپکی اطاعت سے سر نہ پھیرا ایکطرف اس قوم کی بیرحمی سخت ایذادہی اور ظلم کا اندازہ کرو۔ اور دوسری طرف انکے صبر واستقلال کی مضبوطی کا اندازہ کرو

(۳۳) وہ شراب کے نشے میں شب وروز مستغرق اور مدہوش رہنے والے نہ اپنی خبر نہ دنیا کی خبر نہ گھر کی فکر اور نہ باہر کا فکر ہاں انہیں تعجب کی نگاہ سے دیکھو کہ فوراً ایک ہی شاہی آرڈر سے اپنے اپنے مٹکے اور پیپے مشکیں گلی کوچوں میں انڈھیل رہے ہیں۔ شراب کے پیالے اور برتن خوشی خوشی گھر گھر توڑ رہے ہیں۔ نہ وہ شراب ہے نہ وہ خوشرو نہ خوش آواز ناچنے والیوں کی آوازیں اور سریلے گیت گانے ناچ اور رنگ بلکہ اپنے روٹھے ہوئے ایک ازلی محبوب کے منانے کے لئے یہ سب چھوڑ چھاڑ اسکے سامنے ہاتھ باندھے گردن جھکائے آنسو بہا رہے ہیں اپنی غلطیوں

کی معافی مانگ رہے ہیں۔ اور اسی کی محبت کے نشے میں کچھ ایسے سرشار مست والست کھڑے ہیں
کہ تلواریں سر پر پڑیں۔ نیزے اور تیر پسلیوں میں چبھوئے جائیں اور پتھر پر پتھر پھینکیں جائیں
لیکن خبر تک نہیں کہ کس دنیا میں ہیں۔ اور کہاں کھڑے ہیں۔ ایکطرف شراب خوری کی کثرت دیکھو
اور دوسری طرف یہ الٰہی محبت اور عشق کا عجیب حیرت انگیز کرشمہ دیکھو کیا مسیحی معجزے سے
کم ہے۔ وہاں تو پانی بھی شراب بن رہا ہے۔ عیسائی ممالک میں تو اس معجزے کا خوب ظہور ہے
وہ عرب کے درندے جو کھانے پینے میں نہ حلال کا خیال رکھتے نہ حرام کا نہ مردے کا گوشت چھوڑتے
نہ زندے کا کھڑے کھڑے زندہ حیوانوں کی رانوں سے ضرورت کے موافق گوشت کاٹ لیتے
اور انکے سینوں کو پھاڑ کر ہاتھ سے کلیجے کو باہر نکال لیتے۔ ان وحشیوں کو حضور نے کھانے پینے کے
سارے آداب سکھلائے حلال و حرام کو بتایا۔ غیر اللہ کے نام سے ذبیحوں کو حرام فرمایا۔ لحم الخنزیر سے
منع کیا علیٰ ہٰذا القیاس اہل عرب نے ان ساری ممانعتوں کو قبول کیا۔ حضرت مسیح نے بھی ایک لحم
سؤر سے منع کیا تھا اور اہل یورپ نے خوب عمل کیا کفارے کا خون کر دیا
وہ مجلسوں میں علی الاعلان زنا جیسی گندی بدکاری پر فخر کرنیوالے اور اس فعل شنیعہ پر شیخی بھگارنے
والے کہ یورپ کو بھی مات کر دیا۔ خدا جانے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا اشارہ کر دیا اُنکو
سے کیا سمجھا دیا جو سر جھکائے آنکھیں نیچی کئے ہوئے اپنی گزشتہ کرتوتوں پر پشیمان و پشیمان کچھ
ایسے خیال میں منہمک جا رہے ہیں جنکا پتہ تک نہیں کہ کون پاس سے گزرا۔ کون آیا۔ کون گیا۔ اب
زنا تو ایکطرف رہا غیر کو آنکھ اٹھا کر دیکھنا بھی گناہ ہے۔ پاک نظر کا تو کیا ذکر یورپ میں تو یہ
بدی ہی نہیں۔ و الناس علیٰ دین ملوکہم کا نظارہ بھی دیکھ لو و لا تقربوا الزنا۔ انہ
کان فاحشۃ و ساء سبیلا۔ قل للمؤمنین یغضوا من ابصارہم
(۴) وہ بڑے بڑے ساہوکار سود خوار غریب جانوں کے دشمن رحم و خدا ترسی کے ناآشنا
جنھوں نے اپنے قرضخواہوں کا ناک میں دم کر رکھا تھا انکے سامنے ہزاروں کے مجمع میں اس عظیم الشان
ریفارمر نے انکے دیر کے لین دین کے حساب پر لا تاکلوا الربوٰا کی قلم پھیر کر غریبوں کے تمام

بچھونکو یک طرفۃ العین میں اتار پھینکا۔ نہ اپنوں کی رعایت کی نہ بیگانوں کا لحاظ سب کے سب سامنے بیٹھے دیکھ رہے ہیں۔ زبان تک ہلانے کی جرأت نہیں۔ ان بیچاروں کا تو اپنا کچھ رہا ہی نہیں تھا۔ کہ کچھ بولتے بلکہ انکو کچھ بجائے۔ لینے کے انہی غربا و مساکین کو اپنی گرہ سے دیتے ہیں انکی غمی و خوشی رنج و مصیبت میں شریک حال ہوکر مددگار ہیں۔ زمانہ کا رنگ دیکھو کہ کیا تھا کیا ہوگیا۔ جو فضول خرچ ہے وہ اقتصاد فی مشیئۃ کا سبق پڑھکر اکانمی کے اصول پر چلتا ہے

(۵) آپنے ظالم مردوں کے کانوں کو ہلا کر مظلوم کالمعلقہ عورتوں پر رحم کیا۔ (۶) پتھر دلوں کو جو اپنی لڑکیونکو زندہ درگور کرتے وہ بھٹیس لگائی کہ منجمد خون پانی ہوکر آنکھوں سے بہنے لگا۔ ولا تقتلوا اولاد کم خشیۃ املاق

(۷) معصوم قابل رحم لڑکیونکو جو ہتونکی نذر ہوتے۔ ہلاکت کے بھنور سے ہاتھ رکھکر بچالیا۔

(۸) بے ماں بے باپ یتیمونکو انکے رشتہ داروں کے وحشیانہ سلوک سے محفوظ کرلیا۔ ولا تقربوا مال الیتیم الا بالتی ھی احسن

(۹) کس مپرس مسکینونکو اپنی کنار عاطفت میں لیکر زر و مال سے بے پرواہ اور غنی کردیا غریبوں اور عاجزوں کے لئے انسٹیٹیوشنیں قائم کیں

(۱۰) عاجز بیواؤں کی تباہ ہوتی ہوئی زندگی کو بچالیا و انکحوا الایامیٰ منکم والصالحین من عبادکم واماءکم ۳۵۵

(۱۱) وہ لونڈیونکو مجبور کرتے۔ اس حرکت شنیعہ سے منع کیا ولا تکرھوا فتیٰتکم علی البغاء

(۱۲) بیرحم آقاؤنکو مواعظ حسنہ سے اور اپنے پاک نمونہ سے وہ سبق پڑھایا کہ آخر وہ آزاد طبع ملک اپنے غلاموں کے رکاب کے ساتھ پیدل چلنا فخر سمجھنے لگے جو کھاؤ انہیں کھلاؤ جو پیو انہیں پلاؤ جو پہنو انہیں پہناؤ جو کام ان سے لو اس میں خود شریک ہوکر انکی مدد کرو۔ اگر محبوب حقیقی کے سامنے تم بھی سرخرو ہونا اور دکھوں سے نجات پانا چاہتے ہو۔ تو اپنے غلاموں لونڈیوں کو تعلیم دو اور انکو آزاد کردو انسے نہایت پیار اور محبت سے پیش آؤ۔ اگر وہ کسی طرح تمہیں ایسا

دیگر قسطوں سے ہو یا ایک مشت کما کر کے یا قرض لیکر آزاد ہونا چاہتے ہیں۔ تو تم انکا آزاد کرنا ہی واجب ہے چاند گرہن ہو یا کوئی اور نشان ہو تم غلاموں کو آزاد کرو قسم توڑ بیٹھو یا روزہ توڑ بیٹھو یا رمضان میں بی بی کے پاس جاؤ تم غلاموں کو آزاد کرو وعلیٰ ہذا۔ غرض اس پاک تعلیم کا اثر تم نے دیکھا کیا ہوا۔ ہزاروں کی تعداد میں غلام آزاد ہو گئے۔ وہی مصیبت زدہ غلام کوئی سپہ سالار بنگیا۔ کوئی کمانڈر انچیف کوئی گرنیل کوئی کپتان بڑے بڑے عہدوں کے رکھنے والے جاگیروں کے مالک صوبوں کے حاکم کیا یہ کم احسان ہیں جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک وجود سے ظہور پذیر ہوئے۔ کیا کسی اور نبی کے اس قسم کے فیضان کی نظیر بھی کہیں موجود ہے کیا مذہب کا کسی کو اس بات کا فخر ہے لعنت ہو ایسی پالیسی پر اور ایسے سلوک پر جو بے گھر بیوطن بے خانماں کر کے دربدر بھیک منگوائے یہ حالت جو ہمارے مشاہدے میں ہے غلامی سے ہزار درجہ بدتر ہے غرض آپکے احسانوں کو کہاں تک شمار کروں آپنے تو اس جنگجو اور سرکش قوم کے نہ اعتقادات کو چھوڑا نہ عادات کو چھوڑا نہ انکے توہمات کو چھوڑا۔ اور نہ انکے خیالات کو چھوڑا۔ . . . . اور نہ انکے آپس کے معاملات کو چھوڑا۔ اور نہ انکی رسومات کو چھوڑا۔ نہ انکی زبان کو چھوڑا۔ اور نہ انکے علوم و ہنر کو چھوڑا۔ اور نہ انکے تمدن کو چھوڑا۔ اور نہ انکی طرز معاشرت کو چھوڑا۔ اور نہ ہی انکی تجارت کو چھوڑا۔ اور نہ انکے حرفوں کو چھوڑا۔ مگر ان سب کو اپنی قدسی اور پاک تاثیر کے نیچے پاکیزہ رنگ میں تبدیل کر دیا۔ قرآن کریم نے آپکا نام مزکی رکھا اور دیکھ لو کہ اہل عرب کا کس خوبی سے تزکیہ نفس کیا قرآن کریم نے آپکا نام ذکراً رسولاً رکھا اور دیکھ لو کہ کس اعلیٰ مدارج ترقی پر اس قوم کو پہنچایا۔ غرض درخت اپنے پھل سے شناخت کیا جاتا ہے۔

(۱۳) حضور نے اپنی قوم کو جہالت وحماقت ظلمت و ذلت کے تنگ و تاریک گڑھے سے باہر نکال کر ترقی کے تمام مدارج کو طے کرایا۔ ریگستان کے باشندے خشن پوش گدڑیے جنکی نہ کوئی مستقل رہائش تھی اور نہ کوئی مقرر ٹھکانا اونٹوں اور بکریوں کے دودھ پی کھجوروں

اور جنگلی جانوروں کا گوشت کھا کر گزارہ کرنیوالے وحشیوں کی طرح اس بیابان میں جہاں پانی نہ بندہ نہ گھاس نہ پات ریگستان کی ریت چھانتے اڑاتے ادہر ادہر مارے مارے پھرتے اور اپنی زندگیوں کے دن کاٹتے تھے۔ نہ کوئی اخلاق تھے نہ کوئی آداب نہ کوئی علم تھا نہ کوئی ہنر ان حیوانوں کو جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آکر انسان۔ انسان سے با اخلاق انسان اور با اخلاق انسان سے با خدا انسان بنا دیا تمام امور معاشرت و معیشت سکھلائے آداب تہذیب اور تمدن سے آگاہ کیا۔ حفظ صحت کے قوانین تعلیم کئے تجارت و حرفت و زراعت کے تمام اصول سمجھائے۔ حکومت فرماندہی اور سیاست کے قواعد و ضوابط سب واضح کر دیئے غرض کہ آپ دنیا سے رخصت نہیں ہوئے جب تک کہ آپ نے اہل عرب کو کمال ترقی پر نہ پہنچا دیا کیا روحانی طور پر اور کیا دنیاوی لحاظ سے دنیاوی حیثیت سے سب سے اعلیٰ درجہ ترقی کا بادشاہت ہی ہے دیکھ لو کہ جناب سرور کائنات صلعم نے دنیا سے کوچ نہیں کیا جب تک اہل عرب کا سکہ، حکومت تمام دوسری حکومتوں پر نہ جما لیا۔ قیصر نے بھی آخر ہتھیار ڈال دیئے۔ اور کسریٰ نے بھی اوزار پھینک دیئے۔ اور اسلامی پھریرا جگہ بہ جگہ بلند میناروں پر لہرانے لگا۔ دنیا میں ہی یدخلہم الجنۃ عرفہا لہم کی پیشگوئی کا نمونہ قائم کر دیا۔ کیا کسی اور نبی نے بھی اپنی خواہش کے مطابق اپنی قوم کو اپنی آنکھوں کے سامنے اس سرعت کے ساتھ ترقی کرتے ہوئے دیکھا۔ خداوند یسوع بادشاہت کے لئے دعا مانگتے ہی مانگتے دنیا سے چل بسے جناب نے حواریوں کے کپڑے بھی بکوا دیئے مگر وہ بادشاہت نصیب نہ ہوئی۔ کیا عمدہ ہوتا۔ کہ مسیحی صاحبان آسمانی روٹی کی بھی دعا مانگتے۔ "خداوند" نے ابا جان سے روٹی تو دلوادی (اور وہ بھی ۱۸۰۰ برس کے بعد مگر یہ کہہ کے اونٹ کا سوئی کے ناکے سے نکلنا آسان دولتمند کا خدا کی بادشاہت میں داخل ہونا محال خدا کی بادشاہت سے باہر نکال دیا۔ یورپ نے بھی خوب قدر کی۔ اصل حقیقت سب پر عیاں ہے۔ درخت اپنے پھل سے شناخت کیا جاتا ہے۔

(۱۴) قیدار کی زمین ہی میں نہیں بلکہ دنیا کے ہر حصہ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زندہ

برکات نے معجزانہ طور پر ظہور کیا۔ جس ملک کو ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اِنّی مُھاجِرٌ کہتے ہوئے چھوڑ دیا۔ وہاں ہمارے ہادئے ممتاز (صلی اللہ علیہ وسلم) نے توحید کا جھنڈا جا ہی گاڑا۔ جس قوم کو حضرت نوح علیہ السلام نے غرق ہوتے دیکھا اسکو ہمارے آقا و مولیٰ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شرک کے گرداب سے باہر نکالدیا جس بیابان میں حضرت موسیٰ علیہ السلام جنت کی خواہش کرتے کرتے رخصت ہوئے وہاں ہمارے رہنما محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک ہاتھ سے لگے ہوئے درختوں نے وحدت کے پھل لاکر جنگل میں منگل کر دیا جس ملک میں خداوند صلیب پر لٹکائے گئے۔ وہاں کی صلیبوں کو ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دلائل سے توڑ مروڑ کر . . . . ٹے پھینکا یہ آگ کا سامان اسی سوختہ قربانی اور کفارے کے خون کو بھسم کرنیکے لئے تیار ہو رہا ہے۔ جس ملک کی آگ کو حضرت زرتشت ابجھا نہ سکے۔ اس آگ کو سرور کائنات نے سرد کر دیا۔ جس شرکستان میں وید کے رشی بڑے بڑے مہاراجہ بیجان معبودوں کی تعداد کو کم نہ کر سکے باوجود ان پوتر خونریزیوں کے جنگی کروچھتر کا میدان ابتک شہادت دے رہا ہے وہاں حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے غلاموں نے بت پرستی اور شرک کے استیصال میں بڑی بڑی جان جوکھوں کی کوششیں کیں کہ جنکی سعی جمیلہ کے ثمرات یہ سارے مسلمان ہیں۔ وہ نہ جھکے نہ ماندہ ہوئے۔ برابر تیرہ سو برس سے ممبروں پر چڑھکر پلیٹ فارموں پر کھڑے ہوکر توحید کا وعظ کرتے رہے یہانتک کہ یہ وقت آن پہنچا۔ کہ جس میں انہوں نے اپنے عالم الغیب مقتدر اللہ کے ان الفاظ (ترجمہ) سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون کی صداقت کو اپنی آنکھوں سے پورا ہوتے دیکھ لیا۔ انقلابات زمانہ نے ان لغو اور پوچ توہمات کو کچھ ایسا درہم برہم کر دیا ہے کہ ساری مشرک دنیا کی آنکھ کھل گئی۔ دوستو! یہ واقعات ہیں جس کام کو انبیاء رسل رشی منی پورا نہ کر سکے جس توحید کو وہ ادھورا چھوڑ گئے۔ انکے ملکوں میں جاکر ہمارے ہادئے مجتبےٰ احمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے غلاموں نے اس نقص کو دور کر کے کامل توحید کے بلند میناروں کو بطور شواہد کے نصب کیا۔

(۱۴) اور یہی خاتم النبیین کا کام تھا۔ آنجناب نے قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا ن الذی لہ ملک السمٰوٰت والارض لا الہ الا ھو یحیی ویمیت کہتے ہوئے انبیاء کی ساری امتوں کو اپنی وحدت کے مشن کے قبول کرنیکے لئے مدعو کیا۔ اور دیکھلو کہ جہاں جہاں وہ امتیں بکھری ہوئی تھیں۔ وہیں انمیں سے بہت سی پاکیزہ روحوں نے آمنا وصدقنا کہکر عملی طور پر دنیا کے سامنے خاتم النبیین کی صداقت پر عملاً شہادت دے دی۔ درخت اپنے پھل ہی سے شناخت کیا جاتا ہے آپ انسانی مختلف کمالات کے کامل نمونہ تھے۔ اور اسی لئے تو مختلف ممالک کی فطرتیں آپکے فیضان سے فیضیاب ہوئیں اگر کوئی اسکی نظیر ہے تو پیش کردو۔ ان مہاتموں کا ذکر نہ کرو جنھوں نے آریہ ورتہ کی چار دیواری کو ہی ساری دنیا سمجھ رکھا تھا اور اس مقدس انسان کو بھی دنیا کے سامنے پیش مت کرو۔ جو صرف بنی اسرائیل کی بکھری ہوئی بھیڑوں کو اٹھانے کے لئے پہاڑوں میں سفر کرتا پھرا۔

(۱۵) صاحبو وہ کون ہے کہ جس کی تعلیم ایسے اصولوں پر مبنی ہے جسکی غرض تمام مختلف امتوں کو ایک ہی وحدت کے پلیٹ فارم پر لاکر کھڑا کرنا چاہتی ہے کیا وہ جنکی موجودہ کتابیں پرمیشر اور خداوند کی ربوبیت کیا بلحاظ مکان کے اور کیا بلحاظ زمان کے تنگ دائرہ میں محدود کرتی ہیں۔ یا وہ جسکی کتاب رب العالمین کی ربوبیت رحمانیت رحیمیت اور مالکیت کو ہر زمانے میں سارے جہانوں پر وسیع کرتی ہے ان من امۃ الا خلا فیھا نذیر کی تعلیم کس کی ہے جسکی وجہ سے ہمارے اندر ٹولیریشن کا ایک بیج بویا گیا ہے اسی کی پاک تعلیم نے ہمپر فرض کر دیا کہ ہم دوسری امتوں کے انبیاء پر صدق دل سے ایمان لائیں اسی کی جس نے صوامع اور دیگر معبدوں کی حفاظت کی اور ہمیں کرنیکا حکم دیا۔ لولا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض لھدمت صوامع وبیع وصلوات ومساجد۔ ہاں اسی کی جسنے اپنی مسجد میں عیسائیوں گرجا کرنے کی اجازت دی۔ اور ہمارے لئے اعلیٰ اخلاق کا پاک نمونہ چھوڑ دیا۔ ساری دنیا بھی اگر اکٹھی ہو کر اتحاد اور صلح کے اصول پر غور کرے تو بھی ممکن نہیں کہ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

پیش کردہ اصول سے کوئی بڑھکر اصول پیش کر سکے انبیاء کی امتوں میں آپس میں بگاڑ ہے پھوٹ ہے کیوں اسلئے کہ وہ ایکدوسرے کے معبودوں انبیاء رُسل رشیوں اور منیوں کو بُرا جانتے بُرا کہتے ہیں اس صلح کے شہزادہ نے اس اصل سبب کو ہی سرے سے مٹا دیا ولا یسبوا الذین یدعون من دون اللہ دوسروں کے معبودوں کو مت گالی دو۔ قولوا اٰمنا باللہ وما انزل الینا وما انزل الیٰ ابراھیم واسمٰعیل واسحٰق ویعقوب والاسباط وما اوتی موسیٰ و عیسیٰ وما اوتی النبیّون من ربّھم لا نفرق بین احدٍ منھم ونحن لہٗ مسلمون۔ فان اٰمنوا بمثل ما اٰمنتم بہٖ فقد اھتدوا وان تولوا فانما ھم فی شقاقٍ۔ اللہ تعالےٰ کو مان لو سارے انبیاء کو مان لو انکی متفقہ تعلیم کو مان لو۔ ورنہ ہمیشہ ہی پھوٹ میں رہوگے صاحبو! یہ ہیں وحدت کے اصول جو کہ اس عظیم الشان انسان کے منہ سے نکلے۔ جو دنیا میں خاتم النبیّین ہوکر اسلئے آیا۔ کہ تمام انبیاء و رُسل کی امتیں توحید و اتحاد کی راہ پر قائم ہوں۔

(۲) خدا تعالےٰ کے ماننے والوں نے جب غور کرکے مذہب کا خلاصہ نکالا۔ تو وہ اصول بانیٔ خلقت سے صلح اللہ تعالےٰ سے صلح دلوں کے حال تو خدا ہی جانے مگر جہاں تک انسانی نظر اور کان اور زبان کام کر سکتے ہیں۔ مذاہب کے تعلیم شدہ عبادت کے طرز و طریقوں پر نظر ڈالتے ہوئے ان مسجد کے بلند میناروں کی سب سے بلند اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ کی پانچوقت کی صداؤں پر بھی کان دھر کر ذرا غور تو کرو کہ کیا ان سے بڑھکر بھی الٰہی عظمت کا بیان ہوسکتا ہے مسجد کے اندر ان صف بستہ دست بستہ اٹھتے بیٹھتے رکوع کرتے سجدوں میں گرتے ہوئے نمازیوں کو غور سے سنو کہ وہ کیا کہتے ہیں۔ الحمد للہ رب العٰلمین الخ اللہ اکبر اللہ اکبر سبحان ربی الاعلیٰ سبحان ربی العظیم کیا اللہ تعالےٰ کے حسن و احسان اسکی عظمت اور محبت اور اپنی عبودیت کا اقرار الفاظ میں ان سے بڑھکر ادا ہوسکتا ہے ممکن نہیں اور ہرگز ممکن نہیں غرض جناب سرور کائنات نے (ہزار ہزار رحمتیں اور برکتیں اس مبارک وجود پر ہوں)

نہ صرف اہل عرب ہی بلکہ ساری دنیا کے سامنے کامل توحید کو قائم کرکے مختلف امتوں میں اپنی برکات کے زندہ نشان ظاہر کرکے دوسری قوموں کے معبودوں اور معبدوں بزرگوں کی عزت کی حفاظت کرکے اپنی ختم نبوت کا عملی ثبوت دے دیا۔ صاحبو! جس نے دنیا میں یہ اصول قائم کئے یہ نمونہ دکھایا۔ وہی خاتم النبیین کے خطاب کا مستحق ہوسکتا ہے کیا بلحاظ زمانے کے اور کیا بلحاظ حقیقت کے ورنہ یوں کہنے کو تو دوسرے کیا کچھ نہیں کہتے بات تب بنتی ہے جب وہ کتابیں بھی جو ان انبیا کی طرف منسوب کیجاتی ہیں۔ اس سربستہ راز پر کچھ روشنی ڈالیں پیران نمے پرند مریداں می پرانند کی حقیقت تو کچھ معلوم ہے

(۱۷) آج تیرہ سو سال کا عرصہ گذرتا ہے جس میں کئی سلطنتیں بنیں اور کئی تباہ ہوئیں۔ صفحہ ہستی پر ہزاروں تغیرات آئے اور قوموں نے کئی انقلابات دیکھے۔ حوادثات زمانہ نے مذاہب کے اعتقادات و خیالات کو بالکل بدل ڈالا مگر محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلّم کا سکھایا ہوا سبق لا الہ الا اللہ کا آپکی قوم کو نہ بھولا۔ اور ہرگز نہ بھولا راجوں اور مہاراجوں کی اولاد نے اگر ان پسند سادہ لوح آریہ ورت کے بت پرستوں سے کچھ سلوک بھی کیا تو بھی تیس کروڑ کی تعداد تو ہمیں کبھی بھول نہیں سکتی۔ مانا کہ استعارے تھے۔ احمق قوم کو ان استعاروں ہی نے آخر ڈبو دیا۔ ہلاک کیا تباہ کیا۔ کیا یہ احسان ہوا یا کچھ اور اجی! ان بے بنیاد بے حقیقت حذرو نکو رہنے بھی دو۔ انکی اصلیت بھی ہمیں سب معلوم ہے سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون کا ایک کرشمہ ہے۔ انقلابات زمانہ نے ان لغو اور پوچ توہمات کو کچھ ایسا درہم برہم کیا ہے۔ اور اپنے قالب میں مروڑ تروڑ کر ڈھالا ہے کہ اب یہ پتھر کے خدا خود بخود گرتے اور ٹوٹتے چلے جا رہے ہیں۔ اور آج آریہ ورت کے نوآموختہ نوآموز نوجوان بڑے بڑے مجمعوں میں پلیٹ فارموں پر کھڑے ہو کر میزوں پر ہاتھ مار مار کر سروں کو ہلا ہلا کر آوازیں دے رہے ہیں اور چلا رہے ہیں کہ اصل اور خالص توحید تو بس وید میں ہی ہے قرآن ؟ قرآن تو سراسر شرک کی تعلیم دیتا ہے بیشک یہ ویدک توحید آریہ ورت کے پوجاریوں ہی کو مبارک ہو جس نے عجیب فیشن سے گلے

میں سی کانوں میں مندری ڈال بودی کو پکڑ پتھروں کے سامنے ریچھ کی طرح نچوایا۔ درختوں کے ارد گرد پھرایا۔ گنگا جل کے پانیوں میں دیوانہ وار کودوایا۔ سورج مہاراج اور چاند دیوتا کو پوجوایا۔ اور جو چاہا کروایا۔ حاجت بیان نیست۔ استعاروں کی بھی آخر کوئی حد ہوتی ہے نہ یہ کہ خالق مخلوق میں کوئی فرق ہی نہ رکھا جائے۔ کوئی مابہ الامتیاز ہی نہ ہے۔ اگر ویدوں کے رشی کرشن جی رامچندر جی اور حضرت مسیح اور دیگر انبیاء (علیہم السلام) احتیاط کرتے۔ اور خالق و مخلوق کے درمیان مابہ الامتیاز قائم کرتے یا بیمثل و بے مانند خدا کی الوہیت اور اپنی عبودیت کا اقرار بطور اصول کے اپنی پیروؤں کے ہاتھ میں دیتے۔ تو نہ یہ انکو مصیبت پڑتی اور نہ وہ آج انبیاء کو پوجتے۔ ہزار ہزار رحمتیں اور برکتیں اس بے نفس بے غرض پاک معلم پر ہوں جسنے انا علی البصیرۃ کہتے ہوئے اپنے پیروؤں کے ہاتھ ایسی واضح مدلل اور مدعا تعلیم دی جو استعاروں تمثیلوں اور شاعرانہ یا مقننانہ مبالغوں سے بالکل پاک بناوٹ تصنع اور بیہودہ طوالت سے بالکل مبرا ہے ہزار ہزار رحمتیں اور برکتیں اس بے نفس بے غرض انسان پر ہوں جس نے عبدہ و رسولہ کی زیادتی کو لا الہ الا اللہ کے ساتھ لگا کر ہمپر بڑا احسان کیا اور اس چاہ ضلالت میں گرنے سے ہمیں بچالیا جس میں دیگر انبیاء کے پیرو معاً انکی وفات کے بعد گرے۔ اور اس طرح ناقص توحید کو کامل کر دیا۔ جاؤ۔ گرجوں میں جاکر دیکھو۔ مندروں میں جاکر دیکھو گھنٹے کی ٹن ٹن اور سنگھ کی دھو دھو ہی بھینی کرخت آوازیں تمہارے کانوں میں پڑینگی جو اس بات کا ثبوت دے رہی ہیں کہ ان مذاہب سے توحید کی روح پرواز کر گئی مگر مسجدوں میں جاکر سنو اور غور سے سنو اللہ اکبر اللہ اکبر اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمداً عبدہ و رسولہ کی سُریلی آوازیں بلند میناروں کی چوٹیوں سے چار دانگ عالم میں گونج رہی ہیں۔ بھلا یہ کیونکر ممکن ہوسکتا ہے۔ کہ ان بلند پانچ وقتی آوازوں کے سنتے ہوئے حضور صلعم کی قوم کو توحید کا وہ سبق بھول جائے جو دوسری قومیں بھول گئیں اور یہ کیونکر ممکن ہوسکتا ہے۔ کہ دوسرے انبیاء کی طرح ہمارے ہادی ممتاز صلی اللہ علیہ وسلم بھی پوجے جائیں۔ باوجودیکہ اسلام میں مختلف فرقے

ہیں۔ مگر سب کے سب مساجد سے تیرہ سو برس گزرنے کے بعد بھی ایک ہی آواز آرہی ہے توحید اور اتحاد اسکا نام ہے۔

(۱۸) نہ صرف یہ توحید کا سبق ہی آپکی قوم نے اچھی طرح یاد کرلیا۔ بلکہ کرنے کے کام جو حضور نے کئے۔ وہ سب کے سب آپکی قوم نے قبول کئے۔ یہ جو حنفی حنبلی شافعی۔ مالکی فرقے اسلام میں مسیح کی آمد سے پہلے تھے تو ایک رحمت تھے جیسا کہ حضور نے فرمایا کہ اختلاف امتی رحمۃ وہ کام جو کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے مختلف اوقات میں مختلف حالات کے ماتحت کئے۔ ان گروہوں نے ان پر عملدرآمد کر کے نہ صرف انکی حفاظت ہی کی۔ بلکہ اس بات کا ثبوت دیدیا کہ کوئی ایسا فعل ہی نہیں جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہو۔ اور افراد انسانی اُسے نہ کرسکتے ہوں اگر آپ نے ایک وقت دلی جوش اور تڑپ سے دعا کرتے کرتے آمین بلند آواز سے کہی۔ تو دیکھ لو کہ آپکی قوم میں ایسے لوگ ہیں جن کو حضور کی یہ محبوبانہ ادا پسند آگئی اگر آپ نے دعا کرتے کرتے جوش سے جناب الٰہی میں ہاتھ بلند کئے۔ تو آپکی قوم میں ایسے لوگ ہیں جنکو یہ طرز بھا گئی غرض جو کام آپ نے کئے آپکی قوم نے کئے قرآن کریم نے آپکا نام مطاع رکھا۔ اور دیکھ لو کہ آپکی کیسی اطاعت ہوئی۔ یہ کیوں اسلئے کہ حضور نے اپنی قوم کو ایک کامل استاد کی طرح ایک مکمل اور مدلل اور واضح تعلیم عنایت کی جس میں نہ تو استعارے نہ تمثیلیں نہ شاعرانہ مبالغے ہیں نہ بے بنیاد کہانیاں جس میں کوئی بناوٹ نہیں تصنع نہیں بیجا طوالت نہیں۔

(۱۹) اس قسم کے کئی شواہد قویہ و دلائل بینہ آپکے خاتم النبیین ہونے پر دال ہیں پھر سب سے آخر اور سب سے بڑھکر یہ ثبوت ہے کہ اللہ نے فرمایا کہ آئندہ ہر ایک پروانہ نبوت جس پر آپکی مہر نہیں جعلی ہے چاک کر دیا جائیگا مشاہدہ اسکا شاہد ہے۔ خاتم النبیین کی غلامی کا فخر کرتے ہوئے مسیحیوں کے خداوند کے جلالی تخت پر اپنا پاؤں رکھتے ہوئے قادیان گاؤں کا رہنے والا گوشہ گمنامی سے باہر نکلا۔ ایشیا کو افریقہ کو یوروپ کو امریکہ کو غرض ساری مذہبی دنیا کو پڑے کا لالچ دیکر عذاب کی دھمکی دیتے ہوئے مقابل پر آنے اور خاتم النبیین کے روحانی برکات کے

آزمانے پر مجبور کیا۔ ایک طرف ساری ایشیا سے مقابلہ کیا۔ اور دوسری طرف یوروپ و امریکہ میں جاگیٹ کا نام و نشان مٹا یا۔ ڈوئی کو تباہ کیا۔ کیونکہ انکے پروانوں پر خاتم النبیین کی مہر نہ تھی۔

اسنے مدبران ملکی کو مخاطب کیا۔ ایک طرف مشرقی طاقت کوریا کی نازک حالت سے آگاہ کیا روس کو جاڑا یا۔ روم کو جادھمکایا۔ ایوان کسریٰ میں ایک تزلزل سے خوف دلایا۔ اور بنگالہ کو اطمینان دلایا۔ باوجودیکہ اطمینان کی کوئی صورت نہ تھی۔ غرض کچھ بھی نہ تھا۔ اور یہ سب کچھ ہمارے دیکھتے دیکھتے ہو گیا۔

اسنے ماہران علم طبقات الارض کو بھی عفت الدیار محلہا و مقامہا سے متنبہ کیا۔ اور ہمارے دیکھتے دیکھتے دنیا پر ایک زلزلہ ڈالدیا۔ ایک طوفان برپا کر دیا اسنے ڈاکٹروں کو مخاطب کیا اور ہوشیار کیا کہ الامراض تشاع و النفوس تضاع وباؤں کا کوئی نشان نہ تھا۔ طاعون نہ تھی ہیضہ نہ تھا اور ہمارے سامنے سب کچھ ہو گیا۔

غرض جیسا کہ نوشتوں میں لکھا تھا۔ بجلی کی طرح جو آسمان کے ایک طرف سے کوندکے دوسری طرف چمکتی ہے۔ وہ ابن آدم اپنے آقا و مولیٰ خاتم النبیین کی زندہ برکات کے زندہ ثبوت دیتے ہوئے اپنے وقت پر دنیا سے چل دیا۔

کیا کسی اور نبی یا رشی کے زندہ نمونے کا کوئی نشان بھی ہے کوئی اثر بھی ہے انکا نہ ہونا بھی انکے مردہ ہونے پر دال ہے قصوں کے سہارے انکے معجزات کا سارا دارومدار ہے اور قصوں کی سہارے ہی انکے سارے کاروبار کا انحصار ہے انکا خدا مردہ ہے نہ زندہ ہے نہ سنتا ہے نہ بولتا ہے مشاہدہ ان بیانات کا گواہ ہے

انکے پاس نہ اصل کتاب ہے نہ راست شریعت ہے وہ آسمانی الہام انسانی دست برد سے کہاں محفوظ ہے۔ حوادثات و تغیرات زمانہ سے کہاں مامون ہے جو انکی صداقت پر کچھ اطمینان ہو سکے انکے سربستہ رازوں کو کون کھولے۔ انکی پیچیدہ پہلوؤں کو کون سمجھے۔ انکی بمعنی چیستانوں کو کون بوجھے انکی زبانیں مردہ ہو گئیں۔ اور زمانے کا مذاق بھی بگڑ گیا۔ بس یہی ثبوت ہے کہ

انکی حاجت نہ رہی کیونکہ ان میں وہ روحانی طاقت نہیں رہی جو انسان کو باخدا انسان بنا سکے کوئی اصول بتاؤ جس سے انکا الہامی ہونا یقین کیا جائے۔ کوئی عقلی دلیل لاؤ جس سے انکا آسمانی ہونا تسلیم کیا جائے۔ ایک ہی مذہب ہے جو زندہ مذہب کہلا سکتا ہے اور وہ اسلام ہے۔ ایک ہی کتاب ہے جو خاتم الکتب کہلا سکتی ہے اور وہ قرآن مجید ہے اور ایک ہی نبی ہے جو زندہ جاوید نبی ہے اور وہ محمد رسول اللہ ہے جس کی تعلیم پر چل کر انسان نبی بن سکتا ہے اور ہمنے ایک نبی دیکھا۔ اور اسکے دیکھنے سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا۔ کہ آنحضرت خاتم النبیین ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم

مناجات اویس

از صوفی تصور حسین صاحب قادیانی

جفائے دہر سے ہوتا نہیں میں دلگیر
غم و الم ہو اگر لاکھ میرا دامنگیر

کسی کے ظلم و ستم کی مجھے ہے کیا پروا
نظر ہے میری سوئے قادر علیم و خبیر

اگر وہ بخش دے توفیق خیر و ایمانی
تو ہاتھ آگیا واللہ مجھ کو فوزِ کبیر

ہمارا کون ہے اسکے سوا دو عالم میں
وہی ہے یار و مددگار اور وہی ہے نصیر

اسی کے فضل کی خواہش ہے ہمکو ہر لحظہ
اسی کی درگہِ والا کے ہر گھڑی ہیں فقیر

وہی ہے قبلۂ حاجات دو جہاں سب کا
کہ اسکے سب ہیں بنائے ہوئے صغیر و کبیر

جو اسکے در پہ گرا ہو گیا وہ مورد رحم
پھرا جو اس سے ہوئی لعنت اسکی دامنگیر

رہائی پائیگا دارین کی بلاؤں سے
جو اسکے دامِ محبت کا ہو گیا ہے اسیر

خدا کو چھوڑ بھروسہ کرے جو غیر و شریر
پڑیگا نار جہنم میں مر کے وہ بے پیر

اسی پہ خوش رہو شاکر بنو نہ ہو کافر
وہ اپنے فضل سے جو دے تمہیں حقیر و کثیر

خدا کو چھوڑ کے پاؤ گے کونسا غمخوار
تمہارے درد و الم کا جو ہو خبیر و بصیر

جو راہ دین میں پیش آئے مشکلِ لاحل
کہو کہ اے میرے حلّالِ مشکلات خدا
الٰہی تو ہے غفور اور گناہ گار ہیں ہم
بلائیں لاکھ جہاں میں ہیں لے بچا ہمکو
پھنسے ہوئے ہیں بلاؤں کے آہ! نرغے میں
الٰہی ہم ہیں بہت ناتواں قوی ہے تو
ہمارا حال کوئی بھی نہیں چھپا تم سے
ہماری بگڑی بنے گی تری ہی فضلوں سے
تیری جناب میں محتاج بنکے آئے ہیں
تری ہی فضلوں سے یا رب امیدوار ہیں ہے
بہت ہی حال پریشان ہیں کیا کریں یا رب
ہزار پڑھتے ہیں دن رات گرچہ استغفار
الٰہی کھولدے ہمپر تو آسمان کے در
جہاں سے جائیں نہ محروم ہم خداوندا
حواس بخشدے ہمکو تو یا کبا زوں کے
ہمارے دل کی الٰہی مراد پوری کر
الٰہی غفلت عصیاں سے رستگاری دے
الٰہی دے بطفیل محمدؐ و احمدؑ
اویس کو مئے عرفان و عشق کا اک جام
کہ نفس دوں کی یہ ترکی تمام ہو جائے
الٰہی فضل کا اپنے وہ دن دکھا ہم کو
الٰہی بارش رحمت تو ہمپہ برسا دے
جہاں میں فضل کی ہر سمت ندیاں بہ جائیں

خدا سے کیجئے دریافت حلّ کی تدبیر
تری ہی ذات سے ہوگا ہمارا دارو گیر
معاف فضل سے کرد ے ہماری ہر تقصیر
نہیں خبر کہ دکھائیگی کیا ہمیں تقدیر
تو ہی فقط ہے مددگار یا حکیم و خبیر
الٰہی تو ہے قدیر اور ہے سمیع و بصیر
کھلا ہے تجھ پہ ہمارا سبھی قلیل و کثیر
وگرنہ ہمسے سوا ہے کوئی ذلیل و حقیر
نہ پھیر در سے خدایا ہمیں ذلیل و حقیر
نہیں ہے پاس عمل نیک جز گناہ کثیر
بتا دے ہمکو رہائی کی تو ہی کچھ تدبیر
مگر ہے شامتِ اعمال سے نہ کچھ تدبیر
دکھا دے خواب مقدس کی تو ہمیں تعبیر
کہ اپنے حال میں جبتک نہ دیکھ لیں تغییر
وہ روح دے ہمیں تجھ سے جو ہو علیم و خبیر
کہ جسکے واسطے کرتے ہیں نالۂ شبگیر
ہمارے کام میں جس کے سبب سے ہے تاخیر
کہ جسکے واسطے قصرِ فلک ہوا تعمیر
حصولِ حب کو تقاضیں سے دلکو ہو تطہیر
کہیں کہ ہے نہ دو عالم میں یہ ہمیں تشہیر
کہ ملک دل کو منوّر کرے تری تنویر
کہ خشک سالی سے دل میں پڑا ہے قحط خطیر
ہر ایک تالی تلیاں ہوں اور بحر و غدیر

ترجمۃ القرآن

یہ خبر احمدی حلقے میں نہایت مسرت کیساتھ سُنی گئی ہے۔ کہ قادیان سے ایک ترجمۃ القرآن شایع ہونے والا ہے۔ اس ترجمہ کا ارمان جس قدر میرے دل میں تھا وہ اللہ خوب جانتا ہے میں نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے حضور کئی عرضیاں لکھیں حتّٰی کہ حضرت خلیفۃ المسیح کے نام ایک چٹھی لیکر آیا۔ کہ آپ ترجمہ شروع کردیں اللہ تعالےٰ برکت دیگا۔ اور یہ ترجمہ مع حواشی کے ابتک مکمل ہوکر شایع ہوتا۔ اگر اس بات کی نظیر موجود ہوتی کہ کسی امام نے تمام قرآن مجید کی تفسیر کی ہو اس میں حکمت یہ ہے کہ پھر تدبر کا دروازہ بند ہوجاتا ہے اور لوگ یہ کہنے لگتے ہیں کہ امام یہ ترجمہ یا تفسیر کرچکا ہے اب تم کون ہو اسکے خلاف یا اس سے بڑھکر کہنے والے خیر تحریری طور سے نہیں تو تقریری طور پر حضرت خلیفۃ المسیح نے بہت سے لوگوں کو قرآن مجید کا ترجمہ پڑھا دیا ہوا اور بہت سی آیتیں حل کردی ہیں اور ایک ذہین فہیم ذی علم کے لئے کافی میٹریل جمع ہے اور سامان بھی سب موجود ہے لیکن یہ کام ایک کے کرنیکا نہیں اور اسکے کرنیکا جو احادیث و تفاسیر متقدمین و لغات عربیہ پر عبور نہ رکھتا ہو بلکہ بہت سے احباب اولی الالباب کی مجموعی کوشش درکار ہے تاکہ ایک مستند معتبر ترجمہ صحیح حواشی کے ساتھ پبلک میں پیش ہو تقسیم عمل کا اصول نہایت ضروری بابرکت اور مفید ہے۔ ترجمۃ القرآن کے لئے چندہ کرنا اسکے لئے میر صاحب مکرم سے زیادہ موزوں آدمی نہیں باقی رہا ترجمہ اسکے لئے میری نگاہ عالم حقائق آگاہ مولوی محمد سرور شاہ صاحب پر پڑتی ہے وہ علاوہ اسکے کہ حاوی علوم معقول و منقول ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاص الخاص خدّام میں سے ہیں اور تقویٰ و طہارت میں ایک خاص پایہ رکھتے ہیں و لا یمسہ الا المطھرون ایک سال کے لئے مولنا کی خدمات کو مدرسہ احمدیہ سے لیا جائے اور پھر انکے ساتھ مددگار مولوی شیخ یعقوب علی صاحب نے ترجمہ تو میں نہیں مانتا۔ ہاں تفسیر کلیو منہ پیش کیا ہے وہ ایسا ہی جس سے اندازہ لگ سکتا ہے کہ وہ ربط اور دلائل کی ضرورت کو خوب سمجھتے اور جو سمجھ لیں اسے عمدگی سے ادا کرسکتے ہیں اور پھر کئی سالوں حضرت خلیفۃ المسیح کا درس بڑے غور کیساتھ سن سن کر ایک عالم کی حیثیت رکھتے ہیں اسکے علاوہ ایک اور صاحب چاہئیں جو خواہ مولانا محمد علی ہوں اس اعتبار سے کہ وہ ترجمے

پر خوب غور کرچکے ہیں خواہ حافظ روشن علی صاحب کہ وہ بھی ایک فاضل جید اور حضرت خلیفۃ المسیح کے درسوں کے تربیت یافتہ ہیں یہ صاحب جو ترجمہ و حواشی لکھینگے انکو حضرت خلیفۃ المسیح کی نظر ثانی کے بعد چھاپا جائے چھاپنے کے متعلق بھی دو کام ہیں۔ ایک سرمایہ کا جمع کرنا دوم اسکا اہتمام صحت وغیرہ یہ لمبا قصہ ہے جو دوسرے موقعہ پر اظہار رکھتے ہیں سب سے پہلے میرے نزدیک سوال ترجمہ کا ہے
گو بعض کے نزدیک

Page No. 560 کی سائیڈ لائن
تھوڑی سی کٹی ہوئی ہے۔ مکمل Page
لائبریری کی کسی فائل میں سے نہیں ملا۔

"یزید کی مدح خوانی اکابر شیعہ کی زبانی"

"از اسا ید الا الاصلاح"

کہتے ہیں کہ ایک شخص جس نے کبھی شتر مرغ کو پہلے نہیں دیکھا تھا۔ کسی چڑیا گھر یا جنگل میں دیکھ پایا۔ اسکی اونچی گردن اور لمبی لمبی ٹانگوں کو دیکھکر کہا کہ سبحان اللہ کیا چھوٹا سا شتر ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد دیکھا کہ وہی شتر ( ) اپنے پروں کو پھیلا کر اور ہلا ہلا کر پرواز کرنیکی کوشش کر رہے ہیں تو حیران ہو کر کہنے لگا یہ تو کوئی مرغ ہے۔ شتر نہیں ہے مگر چونکہ اس میں شتر اور مرغ دونوں کی خاصیت موجود ہے اسواسطے اسکو شتر مرغ کہا جائے۔ تو بیجا نہیں +

یہی حال اس مذہب کا ہے جس کے تقریباً ہر ایک عقیدہ میں بے اصولا پن پایا جاتا ہو۔ اور ہر ایک مسئلہ میں دو رنگی کا سماں عیاں ہو مثال کے طور پر عنوان مضمون ہذا کو ہی ملاحظہ فرما لیجئے کہاں یزید اور کہاں اسکی مدح خوانی اور پھر اکابر شیعہ کی زبانی۔ دونوں باتیں ایکدوسرے سے سخت متقیض (مخالف) اور اجتماع نقیضین محال مسلّم ہے لیکن آگے چلکر آپکو معلوم ہو جائیگا کہ باوجود اس قدیم نفرت کے جو نسلاً بعد نسلاً یزید کے بارے میں شیعوں میں ابتک چلی آتی ہے انکے عالموں فاضلوں نے اُسی یزید کے متعلق ایسے ایسے واقعات لکھدئیے ہیں۔ جس سے وہ زمانہ ولیعہدی میں مجاہد فی سبیل اللہ ثابت ہوتا ہے۔ تو خود مختار بادشاہ مملکت اسلام ہو کر حاتم طائی سے زیادہ صاحب جود و سخا اور واقعہ ہائلہ شہادت امام حسین علیہ السلام جس کیوجہ سے وہ تمام دنیائے اسلام میں بدنام اور مردود و ملعون مشہور ہے اسکا بہت کچھ بری الذمہ ہونا بلکہ حامی مذہب شیعہ ہونا پایا جاتا ہے۔ ملاحظہ ہوں روایات ذیل

(۱) جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنے پیارے صحابی ابوایوب انصاری

کو بشارت دی تھی کہ جب لشکرِ اسلام قسطنطنیہ پر چڑھائی کریگا۔ تو تم وہاں جا کر فوت ہو گے (حیوٰۃ القلوب جلد ۲ اخبار مغیبات) چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور اب تک آپکا مزار وہاں کی مسجد جامع ایوب میں موجود ہے (مقام خلافت صفحہ ۷ ہ از شیخ عبد القادر صاحب بارسٹر)

اس مہم کی کیفیت ناسخ التواریخ میں زیر عنوان "فتح قسطنطنیہ" "وفات ابو ایوب نصاری" مندرج ہے اصل عبارت اس طرح شروع ہوتی ہے

"وہم دریں سال معویہ بن ابی سفیان فرزندش یزید را مامور بر فتح قسطنطنیہ نمود۔ و در اباالشکرے در خور جنگ رواں داشت الخ"

یعنے اسی سال امیر معاویہ نے اپنے بیٹے یزید کو قسطنطنیہ کی فتح پر مقرر کیا۔ اور اس (عظیم الشان) جنگ کے لئے جتنا لشکر درکار ہو سکتا تھا۔ دیکر اسکو روانہ کیا۔ ابو ایوب نصاری کو جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔ وہیں دفن کیا گیا تھا۔ لشکرِ اسلام عیسائیوں کے ساتھ مقابلہ و مقاتلہ کر کے جب واپس ہونے لگا۔ تو لکھا ہے کہ یزید نے باآواز بلند نصاریٰ باشندگان قسطنطنیہ کو خطاب کر کے کہا "یا اھل القسطنطنیہ ھذا رجل من اکابر اصحٰب محمد نبینا صلی اللہ علیہ و اٰلہٖ وسلم وقد دفناہ حیث ترون و واللہ لئن تعرضتم لہ لاھدمن کل کنیسۃ فی الارض الاسلام ولا یضرب ناقوس بارض العرب ابدًا" ناسخ التواریخ جلد ششم کتاب دوم مطبوعہ ایران صفحہ ۴۶ (ترجمہ) اے قسطنطنیہ والو! یہ شخص ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کبار سے ہیں۔ اور ہمنے انکو یہاں دفن کیا ہے جہاں کہ تم جانتے ہو قسم ہے خدا کی اگر تمنے اس قبر سے کچھ تعرض کیا تو ملک اسلام میں جسقدر تمہارے گرجے ہیں میں اسکو گرا دونگا۔ اور عربوں کی سلطنت میں ہمیشہ تک کے لئے کہیں ناقوس نہیں بجیگا۔

اس مہم میں یزید کے زیر کمان سوئے ابو ایوب انصاری کے اور جلیل القدر صحابہ و تابعی بھی تھے مثلاً عبد اللہ ابن عباس بلکہ سید امیر علی صاحب با القایہ کی تحقیقات و معلومات

پر اگر شک نہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ جناب امام حسین علیہ السلام بھی تشریف لے گئے تھے۔ وہ لکھتے ہیں "امام حسینؑ نے بمقابلہ نصاریٰ محاصرہ قسطنطنیہ میں بڑی بہادری سے داد مردانگی دی تھی" دیکھو سپرٹ آف اسلام صفحہ ۲۹۲ ابتدائے ایڈیشن

(۲) جناب علی کے سگے بھائی حضرت جعفر طیار کے صاحبزادے عبداللہ کی بابت لکھا ہے کہ بڑے سخی تھے۔ انکی سخاوت کے حالات پر کتاب طراز مذہب مظفری میں ایک مستقل باب ہے۔ اس میں سے بطور نمونہ ایک روایت عرض کرتا ہوں۔

جب امیر معاویہ رض نے رحلت کی تو عبداللہ بن جعفر (جنکو دوسرے جوانان بنی ہاشم کے ساتھ امیر معاویہ بڑے بڑے تحائف و وظائف سالانہ بھجولتے تھے) یزید کے پاس تشریف لے گئے اور سخت تقاضا کیا۔ یزید نے پوچھا کہ امیر المومنین معاویہ آپکو سالانہ کیا دیا کرتا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ خدا اسکو رحمت کرے ہر سال دس لاکھ درہم یزید نے کہا اس ترحم کیخاطر جو آپنے اس پر کھایا۔ میں بیس لاکھ درہم اور بھی دونگا۔ عبداللہ نے فرمایا کہ اسکے بعد میں یہ کلمہ کسی کے حق میں نہ کہونگا مگر تیرے حق میں اصل عبارت۔ چوں معاویہ ابن ابی سفیان بار بدیگر جہاں کشید۔ عبداللہ پسر جعفر بہ پسرش یزید عنود و فور نمود یزید (پرسید) امیر المومنین معاویہ در ہر سال باتو چہ عطا کردے گفت خدایش رحمت کناد بہر سال ہزار بار ہزار درہم یزید گفت محض ایں ترحم کہ بروے نمودی ہزار بار ہزار درہم بر آں مبلغ بیفزودم عبداللہ گفت دانستہ باشی کہ ازیں پس ایں کلمہ را در بارہ ہیچکس نگویم مگر در بارہ تو۔ طراز مذہب مظفری مطبوعہ مصطفوی بمبئی صفحہ ۶۱۷

(۳) یزید کی مرضی تھی کہ امام حسینؑ کو زندہ میرے پاس لایا جائے نہ کہ شہید کرکے۔ شہید جو آپکو کیا تو ابن زیاد نے اور اپنی مرضی سے اسکی تصدیق خود یزید کے اقوال سے ہو سکتی ہے

(۱) یزید لختے سر فرو داشت و سخن نہ کرد و پس سر بر آورد و گفت قد کنت ارضی من طاعتکم بدون قتل الحسین اما لو کنت صاحبہ لعفوت عنہ اگر من حاضر بودم حسین معفو میداشتم

ناسخ التواریخ جلد ششم کتاب دوم صفحہ ۲۶۹

(۲) "خدا بکشد پسر مرجانہ (ابن زیاد کو طنزاً لکھا) راکہ حسین را بکشت و مرا در ہر دو جہان روئے سیاہ ساخت" طراز مذہب مظفری صفحہ ۴۵۶

یزید نے اسیران اہلبیت کو دمشق پہنچنے کے بعد بڑے عزت و احترام سے اپنے محلسرائے میں ٹھہرایا۔ اور بنی امیہ کی سب عورتوں کو حکم دیا۔ کہ انکے ساتھ غمگساری اور سوگواری کریں۔ امام زین العابدین علیہ السلام سے سب نے معافی مانگی۔ طراز مذہب مظفری صفحہ ۴۵۷

یزید صبح وشام کا کھانا بغیر امام زین العابدین کی موجودگی کے نہیں کھاتا تھا "ہیچ صبح وشام برخوان طعام نہ نشستے جز ایں کہ علی بن الحسین علیہما السلام حاضر نہ شدے" طراز مذہب مظفری صفحہ ۴۵ "چاشت وشام نہ بخورد مگر آنکہ جناب سید الساجدین را بر خوان خود حاضر می نمود" "مہیج الاحزان مطبوعہ ایران صفحہ ۳۳۶ و ناسخ التواریخ صفحہ ۲۷۸

یزید نے حرمہائے محترم اہلبیت کو تمام لوٹ کا مال ذرہ ذرہ اور تار تار واپس دیدیا۔ بلکہ لُٹے سے گنا اور بھی دیا۔ علاوہ ازیں ہدایا و تحائف و رخت و ظروف نقرئی و طلائی بیش بہا چمڑے کے دستر خوانوں پر زر و مال کے ڈھیر لگا کر دئیے گئے اگلے وقائع نگار لکھتے آئے ہیں۔ کہ یزید نے امام زین العابدین علیہ السلام کو صرف دو سو دینار بطور خون بہا کے نذر کئے تھے۔ لیکن طرز مذہب مظفری کا مصنف جو خوش نصیبی سے بادشاہ ایران کا وزیر اور آئین سلطنت سے واقف تھا اسپر اسنے سخت تعجب کیا ہے کہ یزید جیسا صاحب ثروت بادشاہ ہو اور امام حسین علیہ السلام جیسے عظیم الشان انسان کے قتل کا معاوضہ صرف دو سو دینار دے یہ بالکل خلاف قیاس معلوم ہوتا ہے اسواسطے وہ لکھتے ہیں کہ شائد کاتبوں نے بجائے دو سو ہزار دینار کے صرف دو سو دینار سہواً لکھدیا ہے۔ طرز مذہب مظفری صفحہ ۴۵۹ و صفحہ ۴۶۰

یزید نے حرم ہائے محترم کے لئے خاص طور پر محمل آراستہ کروائے اور بروایتے پانسو اور بروایتے ایکہزار سوار کو انکی خدمت کے لئے مقرر کر کے بکمال عزت و احترام کے ساتھ

شام سے مدینہ کو روانہ کیا۔ طراز مذہب مظفری صفحہ ۴۶۱

(۴) شیعوں کو یزید کے فضائل کا صرف یہیں تک اعتراف نہیں ہے بلکہ انکے عالموں نے بعض اور واقعات بھی بیان کئے ہیں جنکی رُو سے یزید کا مومن و محب اہلبیت کرام ہونے میں بہت کم شبہ باقی رہتا ہے خصوصاً بعد واقعہ امام حسینؓ۔ مثلاً لکھا ہے کہ اسنے اپنے بیٹے کی تعلیم کے لئے جسکا نام معاویہ تھا خاص ایک شیعہ فاضل کو مقرر کیا تھا۔ دیکھو کتاب مجالس المومنین صفحہ ۳۵۷ و ۳۵۸۔ اور یہ کہ معاویہ مذکور نہ صرف شیعہ تھا۔ بلکہ علمائے شیعہ میں سے تھا۔ اور اسواسطے اسکو مخالفین نے زہر دیدی۔ اور زندہ در گور کردیا۔ اصل عبارت روایت مذکور کی یہ ہے۔ آخر او را بہ زہر کشتہ و او را کہ یکے از علمائے شیعہ بود۔ زندہ در گور کردند مجالس المومنین ص ۳۵۹ مجلس ہشتم ذکر معاویہ بن یزید معویۃ الاموی۔

ناظرین! خود انصاف کریں اور فرمائیں کہ میرا عنوان مضمون "یزید کی مدح خوانی اکابر شیعہ کی زبانی" امر واقعہ ہے یا محض افترا۔ جہاد فی سبیل اللہ سادات بنی ہاشم کو لاکھوں درہم و دینار دینا۔ غم حسین میں سوگ کرنا اپنے کئے پر پشیمان ہونا اپنی اولاد کو شیعہ بنانا مدائح میں داخل ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اکابر شیعہ کی بابت شائد آپ دریافت کرنا چاہتے ہونگے مگر خاکسار نے تو اس واسطے اکثر ناسخ التواریخ اور طراز مذہب مظفری کے حوالے تحریر کئے ہیں۔ آپ یاد رکھیں۔ کہ دونوں کتابوں کے مصنف آخری نامور بادشاہان ایران کے وزراء و اراکین سلطنت سے ہیں اور شکر ہے کہ انپر شیعہ کے آخر الحیل تقیہ کا سارا گمان بھی نہیں ہو سکتا۔ ناسخ والا باپ ہے اور طراز والا بیٹا۔ انکی کتابیں خصوصاً ناسخ التواریخ تمام قدیم کتابوں کا نچوڑ ہے۔ جنکی تصنیف و تالیف میں خدا جانے کتنے علماء و مجتہد شریک رہے ہونگے۔ پس ان سے بڑھکر کون اکابر شیعہ کہلانیکا مستحق ہے بایں ہمہ میں جانتا ہوں کہ بہت سے سادہ لوح شیعہ جنھوں نے ان کتابوں کو نہیں دیکھا ہے۔ ان واقعات و روایات کو میری افترا پردازی ہی پر محمول کرینگے واعوذ باللہ من ذالک۔

ایسے شیعوں کی تسلی کے لئے میں ہندوستان کے اکابر شیعہ کی طرف بھی رجوع کرتا ہوں تو پہلے میری نگاہ خواجہ غلام الثقلین پر پڑتی ہے۔ جو برخلاف عام شیعوں کے اپنے لیکچروں اور تحریروں میں صحابہ کرام کی اسلامی خدمات کا کسی قدر اعتراف کرتے ہوئے اس امر کے متمنی ہیں کہ کسی طرح شیعہ وسنّی میں مصالحت ہو جائے۔ مگر چونکہ وہ جدید تعلیمیافتہ گروہ میں سے ہیں اسواسطے انکی رائے متعصب اور کٹر شیعوں میں چنداں قابل التفات نہیں۔ دوسرے انہوں نے واقعہ کربلا کے متعلق جو کچھ لکھا اور جو میری نظر سے گزرا۔ اس میں انہوں نے صرف ایک ہی پہلو دکھلایا ہے اسلئے خواجہ صاحب موصوف کو بھی نظر انداز کرنے پر مجبور ہوں اسکے بعد میری نظر میر علیحیدر صاحب ایڈیٹر رسالہ اصلاح و الشمس وغیرہ کھجوہ ضلع سارن پر جاکر ٹھہرتی ہے جنکو اسوقت فرقہ شیعہ کی دینی و دنیوی اصلاح کا دعوے بے دعوائے چہ معنی شیعہ دنیا میں آجکل انہی کا ڈنکا بج رہا ہے۔ کلکتہ سے لیکر ہمارے وطن بھیرہ اور پنڈ دادنخان بلکہ کوئٹہ تک انکے رسالے اور پمفلٹ جاتی اور میدان مناظرہ میں جدید سے جدید حربوں کے ساتھ علم کلام کے جوہر دکھاتی ہیں مختصر یہ ہے کہ میر صاحب موصوف ہندو پنجاب کے شیعوں کے سرمایۂ ناز ہیں۔

آمدیم بر سر مطلب۔ خدا جانے محققین ایران کی تحقیق سے متاثر ہو کر یا ذاتی تعصب سے جو خلفائے راشدین رضی کے برخلاف انکے رگ وریشہ میں ساری ہے وارفتہ ہو کر آپنے بھی یزید کی مدح خوانی میں حصہ لیا ہے۔ اور کافی حصہ لیا ہے۔ وہو ہذا

(۴) میر صاحب فرماتے ہیں

خلفائے ثلاثہ نطفہ کفار سے تھے اور یزید کا باپ بلکہ دادا بھی مسلمان تھا۔ لہذا اس اعتبار سے بھی وہ خلفائے ثلاثہ سے افضل تھا" رسالہ الشمس جلد ۵ نمبر ۸ صفحہ ۴۲

(۵) "نسبی حالت اسکی ایسی تھی۔ کہ اسکا دادا ابو سفیان ہمیشہ ابو بکر و عمر کو اذل بطن قریش کہتا اور ابو بکر و عمر ابو سفیان کو سید و شیخ قریش کہا کرتے تھے۔ رسالہ الشمس صفحہ ۴۲

(۶) شیخین کو یہ شرف نہ نصیب ہوا۔ کہ کبھی اپنی وصلت و پیوند خاندان بنی امیہ میں کر سکیں۔ مگر یزید ایسا معزز و سربرآوردہ تھا۔ کہ خلیفہ دوم کی پوتی سے عقد کیا۔ تو کیا اسکے بعد بھی کسی کو شرافت نسبی میں یزید کے شبہ ہو سکتا ہے؟ صفحہ ۴۲

(۷) خلافت ابوبکر باعث ارتداد اکثر عرب ہوئی تھی کہ بجز مکہ و مدینہ قریب تھا کہ خدا کا نام ٹھیک نہیں پڑھا گیا) تھیں سجدہ نہ کیا جاتا۔ اسطرح عمر و عثمان ؓ دونکی خلافتوں میں صدہا نہیں ہزارہا نہیں لاکھوں آدمی مرتد ہوئے ہیں۔ اسلام سے خارج ہوئے ہیں صفحہ ۴۲۔

بخلاف یزید کے کہ اسکی خلافت میں ایک تنفس بھی مرتد نہیں ہوا۔ بلکہ اس درجہ اسلام کو ترقی ہوئی کہ عہد خلفائے ثلاثہ میں بھی یہ بات نہ تھی صفحہ ۴۳

(۸) خلفائے ثلاثہ کی خلافت محض بغرض دنیاداری تھی جس سے کسی سنی کو بھی انکار نہیں ہو سکتا۔ بخلاف خلافت یزید کے کہ محض بغرض حصول نجات اسنے تمنا کی صفحہ ۴۳

(۹) منتہائے کوشش اُس (خلافت خلفائے ثلاثہ) کی یہی رہی ہے کہ خوف فتنہ مرتدین سے ایسا کر دیا گیا الخ صفحہ ۴۳

(۱۰) خدا نے یزید کو ایسا تمکن فی الدین دیا تھا۔ کہ باوصفیکہ صحابہ اسکی شراب خوری کو دیکھتے اسکے انواع و اقسام کے فجور سے مطلع ہیں۔ مگر حضرت عمر اسکو خلیفہ راشد بنا رہے ہیں صفحہ ۴۵ خلفائے ثلاثہ کی کونسی علامت یا نشان خلافت حقہ ہے۔ جو خلفائے ثلاثہ میں پائی گئی۔ اور یزید میں پائی نہ گئی صفحہ ۴۷ وتلک عشرہ کاملہ

ایڈیٹر صاحب اصلاح - اوّل۔ شیعوں نے تیرہ سو برس سے اپنے مد مخالف دو سے وو دو یا تین فریق بنائے ہوئے ہیں۔ ایک اصحاب ثلاثہ یا شیخین۔ دوسرے امیر معاویہ اور یزید۔ اگر آپ نے فضائل یزید میں ابلہ فریبی یا تقیہ سے کام نہیں لیا۔ اور سچے دل سے اپنے قدیم حریفوں معاویہ خیلوں سے مصالحت کا اعلان کیا ہے تو چشم ما روشن دل ما شاد اصحاب ثلاثہ کا فیصلہ خدا پر یا ظہور امام مہدی پر چھوڑ دیجئے۔ امت مرحومہ کے

درینہ شاخسانے کی ایک شاخ تو ٹوٹ گئی یہ بھی بسا غنیمت ہے آفرین باد بریں ہمت مردانہ تو اس اخلاقی جرأت کا تہِ دل سے شکریہ عرض ہے۔

دوم۔ یزید کے محامد و فضائل مندرجہ بالا کو مدنظر رکھکر جن میں آپنے بھی کم حصہ نہیں لیا۔ اب تقاضائے انصاف و ایمان یہ ہے کہ اپنے ناظرین کو بھی ہدایت فرماویں کہ آئندہ آپکی تقلید میں وہ بھی مجالس میں باآواز بلند یزید کے فضائل بیان کیا کریں۔ اور بجائے رسمی اور تقلیدی لعن و طعن کرنیکے اسکے حق میں دعائے مغفرت کے لئے ہاتھ اٹھایا کریں جس نے سب سے پہلے اپنے محلسرائے کو امام باڑہ بنایا۔ جو تمام اولین و آخرین شیعہ سے غم امام حسین میں بڑھکر رہا۔ جو باوجود دیکہ نہ کربلا میں گیا۔ اور نہ اسنے قتل امام حسینؑ کا حکم جاری کیا۔ تاہم سخت نادم اور پشیمان ہوا۔ وقال النبی کفی بالندم التوبۃ تفسیر صافی زیر آیت لا یشفعون الا لمن ارتضیٰ صفحہ ۲۸ سورہ انبیاءُ یعنے توبہ کے لئے ندامت کفایت کرتی ہے۔ اور جس نے اس پشیمانی کے علاوہ اور کفارے بھی دیئے جس نے اپنی اولاد کے لئے شیعہ فاضل ملازم رکھے تا کہ میری نسل بھی شیعہ ہو جائے چنانچہ اسکا ایک بیٹا معاویہ نام مخلصین شیعہ بلکہ علمائے شیعہ میں سے مانا گیا ہے۔ اور جو کہ یقین ہے کہ بوقت تلاوت قرآن و اقامت نماز اپنے والدین کی مغفرت کی دعائیں پڑھنے میں دریغ نہ کرتا رہا ہو گا۔ پس اس طرح بھی آپکو حق اخوت ادا کرنا کم و بیش لازم ہے یعنی بلحاظ یزید ابن معاویہ نہیں تو بلحاظ معاویہ ابن یزید ہی سہی۔ مکرم۔ میر صاحب۔ افسوس ہے کہ آپ یزید کے وقت میں پیدا نہ ہوئے۔ ورنہ یہ فضائل اور یہ مناقب تو خود یزید کو سنانے کے قابل تھے اور یزید اسکے صلہ میں خدا جانے آپکو کتنا کچھ انعام و اکرام عطا کر دیتا۔ مگر چونکہ موجودہ وقت میں وہ افضل ہے نہ وہ مفضول لہذا یہ آپکی ساری مدح خوانی اکارت اور فضول والسلام۔ باقی آپ کے شبہات کا جواب بھی انشاء اللہ آپکو جلدی پہنچ جائیگا۔

(خاکسار خادم حسینؑ خادم از کلکتہ)

۹ ستمبر ۱۹۱۳ء

اور اسکی تفصیل یا اسباب کو کہ وہ کس طور سے ظہور پذیر ہوگی۔ حوالہ بخدا کریں اور میں پہلے بھی لکھ چکا ہوں کہ اقرب بامن جس سے ایمان سلامت رہ سکتا ہے یہی مذہب ہے کہ محض پیشگوئی کے الفاظ پر زور نہ ڈالا جائے۔ اور تحکم کی راہ سے بھی دعوے نہ کیا جائے کہ ضرور اسکا ظہور ظاہری صورت پر ہوگا کیونکہ اگر خدا نخواستہ انجام کار ایسا نہ ہوا۔ تو پھر پیشگوئی کی صداقت میں طرح طرح کے شکوک پیدا ہو کر ایمان ہاتھ سے گیا۔ ایسی کوئی وصیت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہرگز ثابت نہیں ہو سکتی کہ تم نے پیشگوئیوں کو ظاہر پر حمل کرتے رہنا کسی استعارہ یا تاویل وغیرہ کو ہرگز قبول نہ کرنا۔ اب سمجھنا چاہیئے کہ جبکہ پیشگوئیوں کے سمجھنے کے بارے میں خود انبیاء سے امکان غلطی ہے تو پھر امت کا کورانہ اتفاق یا اجماع کیا چیز ہے ؟

ماسوا اسکے ہم کئی دفعہ بیان کر آئے ہیں۔ کہ اس پیشگوئی پر اجماع امت کبھی نہیں قرآن شریف قطعی طور پر اپنی آیات بیّنات میں مسیح کے فوت ہو جانیکا قائل اور ہمیشہ کے لئے اسکو رخصت کرتا ہے بخاری صاحب اپنی صحیح میں صرف اماماکم منکم کہکر چپ ہو گئے ہیں یعنی صحیح بخاری میں صرف یہی مسیح کی تعریف لکھی ہے۔ کہ وہ ایک شخص تم میں سے ہوگا۔ اور تمہارا امام ہوگا۔ ہاں دمشق میں عند المنارہ اترنیکی حدیث مسلم میں موجود ہے مگر اس سے اجماع امت ثابت نہیں ہو سکتا۔ بلکہ یہ بھی ثابت ہونا مشکل ہے۔ کہ مسلم کا درحقیقت یہی مذہب تھا کہ دمشق کے لفظ سے سچ مچ یہی مراد ہے اگر ایسا فرض بھی کر لیں تو فقط ایک شخص کی رائے ثابت ہوئی۔ مگر پیشگوئیوں کے بارے میں جبکہ خدا تعالےٰ کے پاک نبیوں کی رائے اجتہادی غلطی سے معصوم نہیں رہ سکتی۔ تو پھر مسلم صاحب کی رائے کیونکر معصوم ٹھہر گی۔

میں پھر دوبارہ کہتا ہوں کہ اس بارہ میں عام خیال مسلمانوں کا گو ان میں اولیاء داخل ہوں اجماع کے نام سے موسوم نہیں ہو سکتا۔ مسلمانوں نے صورت پیشگوئیوں کو مان لیا ہے انکی طرف سے یہ ہرگز دعوے نہیں اور نہ ہونا چاہیئے کہ خدا تعالےٰ اس بات پر قادر نہیں کہ شاید اس پیشگوئی کے ایسے تفاصیل مخفی ہوں جو ابتک کھلے نہیں۔ درحقیقت تمام انبیاء کا

یہی مذہب رہا ہے کہ وہ پیشگوئی کی اصل حقیقت کو خدا تعالیٰ کے وسیع علم پر چھوڑتے رہے ہیں اسی وجہ سے وہ مقدس لوگ باوجود بشارتوں کے پانے کے پھر بھی دعا سے دست بردار نہیں ہوتے تھے جیسے کہ بدر کی لڑائی میں فتح کا وعدہ دیا گیا تھا۔ مگر ہمارے سیّد و مولیٰ رو رو کر دعائیں کرتے رہے اس خیال سے کہ شاید پیشگوئی میں کوئی ایسے امور مخفی ہوں یا وہ کچھ ایسے شروط کے ساتھ وابستہ ہوں جنکا علم ہمکو نہیں دیا گیا۔

اور یہ دعوے کہ تمام صحابہ اور اہلبیت اسی طرح مانتے چلے آئے ہیں جیسا کہ ہم یہ بالکل لغو اور بلا دلیل ہے فرد فرد کی رائے کا خدا کو ہی علم ہوگا۔ کسی نے ان سب کے اظہارات لکھکر کب قلمبند کئے ہیں۔ یا کب کسی نے اپنے منہ سے انکے بیانات سنکر شایع کئے ہیں۔ باوجودیکہ صحابی دس ہزار سے بھی کچھ زیادہ تھے۔ مگر اس پیشگوئی کے روایت کرنیوالے شاید دو یا تین تک نکلیں تو نکلیں۔ اور انکی روایت بھی عام طور پر ثابت نہیں ہوتی۔ کیونکہ بخاری جو حدیث کے فن میں ایک ناقد بصیر ہے ان تمام روایات کو معتبر نہیں سمجھتا یہ خیال ہرگز نہیں ہو سکتا کہ بخاری جیسے جد و جہد کرنیوالے کو وہ تمام روایات رطب و یابس پہنچی ہی نہیں۔ بلکہ صحیح اور قرین قیاس بھی ہے کہ بخاری نے انکو معتبر نہیں سمجھا اسنے دیکھا کہ دوسری حدیثیں اپنی ظاہری صورت میں اما مکم منکم کی حدیث سے معارض ہیں۔ اور یہ حدیث غایت درجہ کی صحت پر پہنچ گئی ہے۔ اسلئے اسنے ان مخالف المفہوم حدیثوں کو ساقط الاعتبار سمجھکر اپنی صحیح کو ان سے پر نہیں کیا۔

اب ناظرین سمجھ سکتے ہیں کہ ہرگز خیر القرون کا اس امر پر اجماع ثابت نہیں ہو سکتا کہ ضرور حضرت مسیح دمشق میں ہی نازل ہونگے۔ کیونکہ بخاری امام حسن نے اس حدیث کو نہیں لیا۔ ابن ماجہ اس حدیث کا مخالف ہے اور بجائے دمشق کے بیت المقدس لکھتا ہے۔ اسیطرح کسی کے منہ سے کچھ نکل رہا ہے اور کسی کے منہ سے کچھ پس اجماع کہاں ہے۔ اگر فرض کے طور پر اجماع بھی ہوتا تو پھر بھی کیا حرج تھا۔ کیونکہ ان بزرگوں نے کب دعوے کیا ہے کہ اس سے بڑھکر اور معنی نہیں ہو سکتے۔ بلکہ وہ تو مسنون طور پر تفاصیل کو حوالہ بخدا کرتے رہے ہیں۔"

معزز ناظرین! کیا ان صاف اور صریح سیدھی سچی باتوں کو معقول اور پر زور دلیلوں کو پڑھکر پھر بھی کسی حق جو اور حق پسند کو یہ جرأت ہو سکتی ہے کہ حیاتِ مسیح پر اجماعِ امت کا مدعی ہو ہرگز نہیں ہرگز نہیں پس ایسے دعوے کی جرأت صرف وہی منافق کر سکتا ہے جسنے اسلام کے پردہ میں نصرانیت پھیلانا اور حضرت سید المرسلین و خاتم النبیین کے عہد سعادت میں جس کا دامن قیامت تک پھیلا ہوا ہے۔ عیسائیت کے جھگڑا کھینچنے کا ٹھیکہ لے رکھا ہو مگر ایسے موئد الشرک والکفر کا بت پندار توڑنے اور مومنین موحدین کو شیطان لعین کے دامِ فریب سے بچانے کے لئے بفضلہ تعالےٰ ہمارے پاس ایک اور قوی حربہ موجود ہے جسکے صدمہ جانستان سے اس عدو دین مبین دشمن خیر المرسلین کو یاتیہ الموت من کل مکان کا نظارہ دیکھنا نصیب ہو سکتے اب ہم اس حربہ سے کام لیتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تحفہ غزنویہ صفحہ ۴۴-۴۵ میں تحریر فرمایا ہے "یہ بات فی الواقعہ صحیح ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام اور تمام گذشتہ نبیوں کی موت کی نسبت صحابہ کرام کا اجماع ہو گیا تھا۔ ۔ ۔ یعنی جب کہ حضرت ابوبکر رضؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت پر بطور استدلال کے یہ آیت پڑھی کہ ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افان مات او قتل انقلبتم علیٰ اعقابکم جسکا ترجمہ یہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم صرف ایک رسول ہیں اس میں کوئی خبر الوہیت کی نہیں۔ اور اس سے پہلے تمام رسول دنیا سے گذر چکے ہیں یعنی مر چکے ہیں پس ایسا ہی اگر یہ مر کر یا قتل ہو کر دنیا سے گزر گیا تو کیا تم دین سے پھر جاؤ گے۔ تو اس آیت کے سننے کے بعد کسی ایک صحابی نے بھی مخالفت نہیں کی۔ اور اٹھکر یہ عرض نہیں کی کہ یہ آپکا استدلال ناقص و ناتمام ہے کیا آپکو معلوم نہیں کہ بعض نبی زندہ بجسم عنصری زمین پر موجود ہیں جیسے الیاس و خضر اور بعض آسمان پر جیسے ادریس و عیسےٰ تو پھر اس آیت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ضرورت موت کیونکر ثابت ہو اور کیوں جائز نہیں کہ وہ بھی زندہ ہوں۔ بلکہ تمام صحابہ نے اس آیت کو

سنکر تصدیق کی۔ اور سب کے سب اس نتیجہ تک پہنچ گئے۔ کہ تمام نبیوں کی طرح آنحضرت صلعم کا مرنا بھی ضروری تھا۔ پس یہ اجماع بلا توقف و تردد واقع ہوا۔

اس بارے میں صحیح بخاری میں جو اصح الکتب کہلاتی ہے مندرجہ ذیل عبارتیں ہیں ...

یعنے ابن عباس سے روایت ہے کہ ابو بکر نکلا (یعنی بروز وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) اور عمر لوگوں سے کچھ باتیں کر رہا تھا یعنی کہہ رہا تھا کہ آنحضرت فوت نہیں ہوئے۔ بلکہ زندہ ہیں) پس ابو بکر نے کہا کہ اے عمر بیٹھ جا مگر عمر نے بیٹھنے سے انکار کیا۔ پس لوگ ابو بکر کیطرف متوجہ ہو گئے اور عمر کو چھوڑ دیا۔ پس ابو بکر نے کہا کہ بعد حمد و صلوٰۃ واضح ہو کہ جو شخص تم میں سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پرستش کرتا ہے۔ اسکو معلوم ہو کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) فوت ہو گیا۔ اور جو شخص تم میں سے خدا کی پرستش کرتا ہے تو خدا زندہ ہے جو نہیں مریگا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت پر دلیل یہ ہے کہ خدا نے فرمایا ہے کہ محمد صرف ایک رسول ہے اور اس سے پہلے تمام رسول اس دنیا سے گزر چکے ہیں یعنی مر چکے ہیں اور حضرت ابو بکر رضؓ نے الشاکرین تک یہ آیت پڑھکر سنائی۔ کہا راوی نے پس بخدا گویا اس سے بے خبر تھے کہ یہ آیت بھی خدا نے نازل کی ہے اور ابو بکر کے پڑھنے سے انکو پتہ لگا۔ پس اس آیت کو تمام صحابہؓ نے ابو بکر سے سیکھ لیا۔ اور کوئی بھی صحابی یا غیر صحابی باقی نہیں رہا۔ جو اس آیت کو پڑھتا نہ تھا اور عمر نے کہا کہ بخدا میں نے یہ آیت ابو بکر سے ہی سنی جب اسنے پڑھی پس میں اسکے سننے سے ایسا بیحواس اور زخمی ہو گیا ہوں کہ میرے پیر مجھے اٹھا نہیں سکتے۔ اور میں اسوقت سے زمین پر گرا جاتا ہوں جب سے کہ مینے یہ آیت پڑھتے سنا۔ اور یہ کلمہ کہتے سنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے۔ اور اسجگہ قسطلانی شرح بخاری کی یہ عبارت ہے وعمر بن الخطاب یکلم الناس یقول لہم ما مات رسول اللہ علیہ وسلم .... ولا یموت حتی یقتل المنافقین یعنی حضرت عمر لوگوں سے باتیں کرتے تھے اور کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت نہیں ہوئے اور جب تک منافقوں کو قتل نہ کر لیں فوت نہیں ہونگے اور ملل و نحل شہرستانی

میں اس قصہ کے متعلق یہ عبارت ہے ..... دیکھو ملل ونحل جلد ثالث ترجمہ یہ ہے کہ عمرؓ کہتے تھے کہ جو شخص یہ کہیگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے۔ تو میں اپنی اس تلوار سے اسکو قتل کر دونگا۔ بلکہ وہ آسمان پر اٹھائے گئے ہیں جیسا کہ عیسےٰ بن مریم اٹھائے گئے اور ابوبکر نے کہا کہ جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا ہے تو وہ تو ضرور فوت ہو گئے ہیں۔ اور جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا کی عبادت کرتا ہے تو وہ زندہ ہے نہیں مریگا .... پھر حضرت ابوبکر نے یہ آیت پڑھی جس کا یہ ترجمہ ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) رسول ہیں۔ اور سب رسول دنیا سے گزر گئے کیا اگر وہ فوت ہو گئے یا قتل کئے گئے تو تم مرتد ہو جاؤ گے۔ تب لوگوں نے اس آیت کو سن کر اپنے خیالات سے رجوع کر لیا۔ اب سوچو کہ حضرت ابوبکر کا اگر قرآن سے یہ استدلال نہیں تھا تو وہ صحابہ جو بقول آپکے ایک لاکھ سے بھی زیادہ تھے محض ظنی اور شکی امر پر کیونکر قائل ہو گئے۔ اور کیوں یہ حجت پیش نہ کی کہ یا حضرت یہ آپکی دلیل ناتمام ہے۔ اور کوئی نص قطعیۃ الدلالت آپکے ہاتھ میں نہیں کیا آپ ابتک اس سے بیخبر ہیں کہ قرآن ہی آیت رافعک الیّ میں حضرت مسیح کا بجسمہ العنصری آسمان پر جانا بیان فرماتا ہے کیا بل رفعه الله الیہ بھی آپ نے نہیں سنا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آسمان پر جانا آپکے نزدیک کیوں مستبعد ہے۔ بلکہ صحابہ نے جو مذاق قرآن سے واقف تھے آیت کو سنکر اور لفظ خلت کی تشریح افان مات او قتل میں پاکر فی الفور آپنے پہلے خیال کو چھوڑ دیا۔ اصل حقیقت یہ معلوم ہوتی ہے کہ حضرت عیسےٰ کی موت کا بھی اسی دن فیصلہ ہوا۔ اور صحابہؓ نے اس آیت کو سنکر بعد اسکے کبھی دم نہیں مارا۔ کہ حضرت عیسےٰ زندہ ہیں اور چونکہ صحیح بخاری کے لفظ کلہم سے ثابت ہو گیا۔ کہ اسوقت سب صحابہ موجود تھے اور کسی نے آیت سننے کے بعد مخالفت نہ کی۔ اسلئے ماننا پڑا کہ ان سب کا تمام گزشتہ انبیاء کی موت پر اجماع ہو گیا۔ اور یہ پہلا اجماع تھا۔ جو صحابہ میں ہوا۔ .... اب بتلاؤ۔ کہ حضرت مسیح کی موت پر اجماع تو ہوا زندگی پر کہاں اجماع ثابت ہے برابر تفسیروں والے

ہی لکھ جاتے ہیں کہ یہ بھی قول ہے کہ تین دن یا تین گھنٹہ کے لئے مسیح مر بھی گیا تھا۔ گویا مسیح کیلئے دو موتیں تجویز کرتے ہیں میتۃ الاولیٰ و میتۃ الاخریٰ اور امام مالک کا قول ہے کہ وہ ہمیشہ کے لئے مر گیا یہی قول امام ابن حزم کا ہے معتزلہ برابر اسکی موت کے قائل ہیں۔ اور بعض صوفیہ کرام کے فرقے یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ عیسےٰ مسیح مر گیا۔ اور اسکے خلق اور خو پر کوئی اور شخص اسی امت میں سے دنیا میں آئیگا۔ اور بروزی طور پر وہ مسیح موعود کہلائیگا اب بجھو جتنے منہ اتنی ہی باتیں اجماع کہاں رہا۔ اجماع صرف موت پر رہا۔ اور یہی اجماع آپ لوگونکو ہلاک کر گیا۔ اب روافض کی طرح حضرت ابو بکر کو کوستے رہو جنھوں نے آپکے اس عقیدہ کی بیخکنی کی" انتہیٰ ملخصاً

ناظرین! ان قطعی اور مسکت دلائل کے سننے کے بعد بھی اگر مولوی صاحب وقاحت مجسم بن کر دعوے اجماع پر بدستور مصر رہیں۔ تو میں انکو چیلنج دیتا ہوں۔ کہ وہ امت محمدیہ کے ہر زمانہ کے مجتہدوں کی ایک مکمل فہرست چھپوا کر شایع کریں۔ اور ان میں سے ہر ایک کے اقرار تحریری سے حضرت مسیح کی حیات زیر بحث کو ثابت کر دکھلائیں اگر وہ ایسا کر دکھائیں تو میں حلفاً وعدہ کرتا ہوں کہ مولوی صاحب موصوف کی خدمت میں مبلغ ۲۵ روپیہ نقد بطور حق الخدمت پیش کرونگا۔ اب اگر مولویصاحب اس چیلنج سے گریز کریں اور اپنے دعوے سے بھی باز نہ آئیں تو پبلک آگاہ ہے کہ مولوی صاحب کی نیت بخیر نہیں۔ وہی ٹھیکہ داری والا معاملہ انہیں ایسی ناجائز کارروائیوں کے لیئے مجبور کر رہا ہے جو فہرست مولویصاحب سے طلب کی ہے۔ اسکی تیاری میں ایک طور پر مولویصاحب کا ہاتھ بٹانیکے لئے میں بلا امید کسی صلہ کے حسبتہ اللہ ایک فہرست مرتب کر کے پیش کرتا ہوں جو آئینہ حق نما کا کام دیگی۔ اور جس میں اول آئمہ مجتہدین و مفسرین وغیرہم کے اقوال درج ہیں جنھوں نے وفات مسیح کا اقرار کیا ہے اور وہ فہرست یہ ہے۔

فہرست

(۱) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اور نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل جو رسول دنیا میں ہوئے سب کی وفات پر آیہ کریمہ ما محمدٌ الا رسول

قد خلت من قبلہ الرسل سے استدلال کیا۔ اور اس استدلال کی صحت پر کل صحابہ کا اجماع منعقد ہوا۔ چنانچہ اس بارہ میں بخاری اور ملل ونحل وغیرہ کے حوالجات اوپر نقل ہو چکے ہیں اور ان حوالجات سے ظاہر ہے کہ صحابہ رضی اللہ علیہم اجمعین اور امام بخاری اور صاحب ملل ونحل کا یہی مذہب ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام بھی وفات پا گئے۔

(۲) حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خبر دی۔ ان عیسٰے بن مریم عاش عشرین ومائۃ سنۃ یعنی عیسٰے بن مریم ایک سو بیس برس زندہ رہے (مواہب اللدنیہ علامہ قسطلانی جلد ا صفحہ ۴۲)

(۳) عن ابن عمر ان عیسٰی عاش مائۃ وعشرین سنۃ کذا فی الاصابہ یعنی ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ عیسٰےؑ ایک سو بیس برس تک زندہ رہے اصابہ میں ایسا ہی آیا ہے (حاشیہ جلالین معہ کمالین مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی صفحہ ۵۰

(۴) کتاب ما ثبت بالسنۃ مصنفہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی میں لکھا ہے عاش عیسٰی علیہ السلام خمس وعشرین وسنۃ ومایۃ" یعنے حضرت عیسٰے علیہ السلام ۱۲۵ برس تک زندہ رہے

نوٹ پہلی حدیثوں میں عشرات کا لحاظ کیا گیا ہے کسور کا نہیں۔ اس حدیث میں کسور کا بھی لحاظ کیا گیا ہے اسلئے ان حدیثوں میں دراصل کچھ اختلاف نہیں۔

(۵) حافظ ابو الفدا اسمٰعیل اپنی تفسیر بنام ابن کثیر جلد ۲ صفحہ ۲۴۶ میں لکھا ہے وبعض الاحادیث لوکان موسٰی وعیسٰے حیین لما وسعھما الا اتباعی فالرسول محمد خاتم الانبیاء صلوات اللہ وسلامہ علیہ دائما الٰی یوم الدین۔ یعنی بعض حدیثوں میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر موسٰی اور عیسٰے زندہ ہوتے۔ تو انکو بجز ہماری اطاعت کے اور کچھ چارہ نہ ہوتا۔ پس محمد رسول اللہ تمام نبیوں کے ختم کرنیوالے ہیں۔ جن پر ہمیشہ قیامت تک خدا کا درود اور سلام ہو۔

نوٹ۔ اس بزرگ مفسر ومحدث نے اس حدیث پر کوئی جرح نہیں کی

(۶) نواب صدیق حسن خانصاحب مرحوم بھوپالوی نے اپنی تفسیر ترجمان القرآن جلد ۲ صفحہ ۲۴۶ میں حدیث متذکرہ بالا یعنی لو کان موسٰی وعیسٰی حیین لما وسعھما الا اتباعی کو درج فرمایا ہے اور کوئی جرح نہیں کی۔

(۷) خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب فصل الخطاب کے صفحہ ۴۷۴ میں اس حدیث کو ان الفاظ میں رقم فرمایا ہے وان عیسٰی وموسٰی علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام لو کانا لزمھما الدخول فی شریعتہ یعنے اگر عیسے اور موسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ پاتے تو لازمی طور سے شریعت محمدیہ کے پابند ہوتے۔

(۸) کتاب الیواقیت والجواہر فی بیان عقائد الاکابر مصنفہ عارف ربانی امام سید عبدالوہاب شعرانی میں بصفحہ ۲۴ حدیث مذکورہ باین الفاظ لکھی ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم انا سید ولد آدم ولا فخر انما کان صلے اللہ علیہ وسلم من لدن آدم الی آخر الرسل وھو عیسٰے علیہ الصلوٰۃ والسلام کما ابان عن ذٰلک حدیث لو کان موسٰی وعیسٰی حیین ما وسعھما الا اتباعی وصدق صلی اللہ علیہ وسلم فی ذٰلک فانّہ لو کان موجود الجسم من لدن آدم الی زمان وجودہ لکان جمیع بنی آدم تحت شریعتہ حسًا ولھذا لم یبعث نبی الی الناس عامۃ الا ھو خاصۃ فجمیع شرائع الانبیاء ھی بالحقیقۃ شرعہ صلے اللہ علیہ وسلّم یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں آدم کی اولاد کا سردار اور یہ بات فخر کی رُو سے نہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سردار بنی آدم ہیں۔ اور وجہ یہ ہے کہ تمام انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام انکے نائب ہیں۔ آدم سے لیکر آخری رسول یعنی حضرت عیسٰے علیہ الصلوٰۃ والسلام تک جیسا کہ اس حدیث سے ظاہر ہے۔ اگر موسٰی و عیسٰے زندہ ہوتے۔ تو انکو بغیر میری اطاعت کے کوئی چارہ نہ ہوتا۔ اور بلاشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے سچ فرمایا ہے کیونکہ اگر وہ اپنے جسم کے ساتھ زندہ ہوتے تو حضرت آدم سے

اَلنّبوۃ فی خیرالامۃ یہ ایک رسالہ ہے جسکے جواب باصواب پر ایکہزار روپیہ انعام مقرر ہے میر قاسم علی صاحب مشہور احمدی مناظر نے لکھا ہے۔ اس میں خاتم النبیین کے معنے بڑی شرح و بسط کے ساتھ بیان کئے ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سب سے بڑی خصوصیت کو ثابت کیا ہے جس کی وجہ سے آپ خاتم النبیین کہلاتے ہیں وہ یہ کہ آپکی کامل پیروی سے آپکا ایک امتی شرف مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف ہو کر درجہ غیر تشریعی تک مثل انبیاء بنی اسرائیل کے پہنچ جاتا ہے فی نسخہ ۴ر اور فی روپیہ آٹھ نسخے یہ رسالہ اس قابل ہے کہ ذی استطاعت احمدی برادران طریقت اسے غیر احمدیوں میں مفت تقسیم کریں۔ درخواستیں بنام ایڈیٹر اخبار الحق ترا ہا بیرم خان پرانی منڈی پھول کی۔ دہلی

القاء ربانی مولوی عبدالماجد صاحب بھاگلپوری ایک مشہور احمدی فاضل ہیں آپ نے ابو احمد رحمانی کے فتنے کو فرو کرنیکے لئے اسکے بعض رسائل کے جواب میں یہ لاجواب کتاب شائع کی ہے جس کا حجم ۲۰×۲۶ کے پونے دو سو صفحے ہے اس میں مرزا احمد بیگ والی پیشگوئی اور آیت لو تقول پر (جو مسیح موعود نے اپنی صداقت کے ثبوت میں پیش کی ہے) جو اعتراضات مخالف نے کئے ہیں۔ انکا دندان شکن جواب یا ہے جواب آیات و احادیث و اقوال بزرگان مسلمہ فریقین کی مدلل ہے اور ایسا مثبت مدعا کہ خصم کو جائے مقال نہیں یہ دونوں بحثیں ایسی ہیں کہ ہمارے احمدی بھائیوں کو اکثر پیش آتی رہتی ہیں اسلئے اس کتاب کو منگوا کر اپنے پاس رکھنا یا اسے اپنے اپنے علاقے میں شائع کرنا نہایت مفید ہوگا۔ کتاب کی لکھوائی چھپوائی کاغذ سب عمدہ قابل تعریف ہے چونکہ بہ نیت تبلیغ شائع کی گئی ہے اسلئے لاگت اصل خرچ کے مطابق ۱۲ر رکھی گئی ہے جو پونے دو سو صفحے کی ضخیم اور پھر علمی کتاب کے لئے کچھ بھی نہیں پتہ مینیجر تشحید قادیان ضلع گورداسپور

نغمہ اکمل حصہ دوم ۔ تھوڑی جلدیں چھپوائی گئی ہیں اسلئے بہت جلد منگوالیں۔ ہجر و فراق کی بیقرار کر دینے والی گھڑیوں میں آپکا مونس و غمخوار ثابت ہوگا۔ حضرت مسیح موعود کی شان میں عاشقانہ ترانے ہیں قیمت ۲ر مینیجر تشحیذ قادیان ضلع گورداسپور سے طلب کریں۔